شانِ خطابت

حضرت مولانا قاری مصلح الدین صاحب قادری
بن حافظ محمد تسلیم قادری

فاروقیہ بکڈپو
۴۲۲، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶



دعاوں میں یاد رکھنا خدا اور اس
کے رسول کے ذکر کا زباں پہ سواد
رکھنا
طالب دعا محمد عباس قادری

شان خطابت

حضرت مولانا محمد قاری مصلح الدین صاحب قادری

بن حافظ محمد تسلیم قادری

صدر مدرس مدرسہ حبیبیہ لال گوپال گنج، الہ آباد (یوپی)

فاروقیہ بکڈپو

422 مٹیا محل جامع مسجد دہلی ـ ٦

نام کتاب	:	**شان خطابت**
مؤلف	:	حضرت مولانا محمد قاری مصلح الدین صاحب قادری
کمپوزنگ	:	محمد ثاقب رضا برکاتی 9711224193
پروف ریڈنگ	:	محمد ہارون رشید اشرفی
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	Rs.45.000
ناشر	:	فاروقیہ بکڈپو 422 مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔٦

فہرست

پہلی تقریر

عید میلاد النبی ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَ کَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُاَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَظِیْم وَخِطَابِہِ الْقَدِیْم اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ

بیشک تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول تشریف لے آئے

صَدَقَ اللّٰہ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحنُ عَلٰی ذالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا وَحَبِیْبِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَاوَانَا وَ مَلْجَانَا وَطِبِیْبِ قُلُوْبِنَا وَشِفَاءِ صُدُوْرِنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن.

آئی ہے دنیا میں جب جب عید میلا د رسول — کھوئی ہے دنیا کا سب غم عید میلا د رسول
ایک پلّے میں وہ دونوں ایک پلّے میں وہ ایک — دونوں عیدوں سے ہے افضل عید میلا د رسول
کسر باقی نہ رکھی بزم امکاں جگمگانے میں — عرب میں چاند نکلا چاندنی پھیلی زمانے میں
کسی شے کی تمنا ہی نہیں ہم کو زمانے میں — مدینہ لکھ دیا جائے ہمارے آب و دانہ میں
حرا کے غار سے شمع نبوت کی کرن پھوٹی — اجالا ہی اجالا ہو گیا ہر سو زمانے میں
محمد مصطفیٰ کے نام نے طوفاں کا رخ پھیرا — ذرا سا فاصلہ تھا دل کی کشتی ڈوب جانے میں

لڑکپن جن کا گذرا بھیڑ اور بکری چرانے میں
امیر کارواں بننا تھا ان کو نو جواں ہو کر
سیاہی آیت واللیل کی کاکل میں بکھری ہے
اجالا سورۂ والنور کا ہے مسکرانے میں
بصد انداز یکتائی بغایت شان زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

بادۂ توحید کے متوالو، شمع نبوت کے پروانو، اولیاء امت کے جاں نثارو، بھیک دینے والے داتا جو سبل السلام کا مرشد اعظم ہے مظلوموں کا چارہ گر ہے، شکستہ دلوں کا کارساز ہے، روحانی کرب واضطراب کا مسیحا ہے، دن جس کے در دولت کا رومی غلام ہے، رات جس کے آستان عرش نشاں کی حبشی کنیز ہے زمین جسکے قدوم میمنت لزوم سے شرفیاب ہے، آسمان جس کے تصدق سے سرفراز ہے، عرش مجید جس کی منزل ہے، کہکشاں جس کا غبار راہ ہے، اوج سکندری جسکا معمولی معیار ہے اورنگ شہنشاہی جس کی غلامی کا ادنیٰ اعجاز ہے، آب حیات کا چشمہ جس کے لعل نوش خند کا پیمانہ ہے، کوثر وسلسبیل جسکے صہبائے چشم رحمت کے دو جام ہیں۔ سعادتوں کا رشتہ جسکی ذات سے منسلک ہے، دونوں جہان کی آبرو جس کے مہر نبوت سے متعلق ہے، ملاء اعلیٰ کی مقدس محفل میں جس کا ذکر ہے، شمس بازغہ جس کے در دولت کا طواف کرتا ہے، بدر کامل جس کے در کا بھکاری ہے۔

فرش وعرش پر جس کی امامت کا پرچم لہرایا جاتا ہے۔ عشق ومستی کی نگاہ میں جس کی مدح وثنا کی جاتی ہے، انبیاء سابقین جس کے نغمہ سرا ہیں۔ سدرہ کے مکین جبریل امین جس کے ہمنشین ہیں۔ اس عالی مرتبت بارگاہ بیکس پناہ میں عقیدت ومحبت کے ساتھ درود وسلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کیجئے اور جھوم جھوم کر پڑھئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانا مُحَمَّدٍ معدن الجود والکرم منبع العلم والحلم و الحکم واله واصحابه اجمعین.

ماضی و حال مستقبل ہیں تیرے زیر نگیں
وقت کی قید سے آزاد ہے شریعت تیری
تیرا میلاد ہے ہر فتنۂ باطل کی وفات
عصر تازہ کی ولادت ہے ولادت تیری

ذکر مصطفیٰ کی عظمت

آج ہم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے آئے ہیں سب سے پہلے مصطفیٰ کا ذکر کبریا نے کیا، اور سارا عالم خطاب الٰہی کا مخاطب تھا، گویا سارا عالم اجتماع عظیم ہے اور خدا میلاد

مصطفیٰ کا ذکر فرما رہا ہے، معلوم ہوا کہ کسی مجمع میں مصطفیٰ کا ذکر کرنا خدا کی سنت ہے اور مصطفیٰ کا ذکر انمٹ چیز ہے اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا دوسری بات یہ ہے کہ ذکر کرنے کیلئے ذاکر کی ضرورت ہے۔ جس طرح کوئی فعل فاعل کے بغیر وجود میں نہیں آسکتا اسی طرح کوئی ذکر ذاکر کے بغیر نہیں ہو سکتا، ایک ہے ذکر خدا، ایک ہے ذکر مصطفیٰ، خدا کا ذکر مخلوق کرتی ہے اور مصطفیٰ کا ذکر خالق کائنات کرتا ہے، اور ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جس دن سب فنا ہو جائیں گے۔ نہ ذاکر رہے گا نہ ذکر رہے گا، ارشاد ربانی ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام۔ ساری کائنات فنا ہو جائے گی باقی رہنے والی خدا کی ذات ہے۔ تو نتیجہ نکلا کہ ساری کائنات فنا ہو جائے گی لیکن مصطفیٰ کا ذکر باقی رہے گا۔ اس لئے کہ مصطفیٰ کا ذکر کبریا کر رہا ہے جو باقی ہے اور باقی رہے گا، پتہ چلا کہ نہ خدا مٹ سکتا ہے نہ ذکر مصطفیٰ مٹ سکتا ہے۔ بلکہ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے والا خود ہی مٹ جائے گا۔

مٹ گئے، مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے　　نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

مصطفیٰ کا ذکر اذانوں میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر نمازوں میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر عبادت میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر ریاضت میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر حقیقت میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر معرفت میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر ملائکہ میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر قرآن عظیم میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر توریت کے اوراق میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر زبور کے صفحات میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر انجیل کے پاروں میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر جنت کی بہاروں میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر دنیا کے نظاروں میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر آسمان کی بلندی میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر زمین کی پستی میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر پہاڑ کی چوٹیوں پر ہے، مصطفیٰ کا ذکر دریا کی روانی میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر موجوں کی طغیانی میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر سمندر کی سیلانی میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر کائنات کے ذرہ ذرہ میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہا ہے، ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ مصطفیٰ جان رحمت کا ذکر مٹانے کیلئے اذان کو مٹانا ہوگا، مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کیلئے نمازوں کو مٹانا ہوگا، مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کیلئے سمندر کو مٹانا ہوگا، مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کیلئے ملائکہ کو مٹانا ہوگا بلکہ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کیلئے خدا کو مٹانا ہوگا۔ اور قرآن کا مٹانا غیر ممکن ہے، نمازوں کا مٹانا غیر ممکن ہے، خدا کا مٹانا غیر ممکن ہے تو معلوم ہوا کہ مصطفیٰ کا ذکر مٹانا بھی غیر ممکن ہے، مصطفیٰ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہا ہے، ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ　　میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

رسول اعظم کا ممتاز ہونا

رسول کا ذکر خدا کا شکر ہے، یوں تو خالق عالم نے بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہے لیکن تمام میں افضل عید میلاد النبی کا شکر ہے، میرے مصطفےٰ سے جس کو نسبت ہوتی گئی وہ زمانہ میں سب سے ممتاز ہوتا گیا۔ رسول کا مذہب اسلام تمام مذہبوں میں ممتاز ہے۔ رسول پر نازل ہونے والی کتاب تمام کتابوں میں ممتاز ہے۔ رسول کی امت تمام امتوں میں ممتاز ہے، رسول کا زمانہ تمام زمانوں میں ممتاز، رسول کا ملک تمام ملکوں میں ممتاز، رسول کا شہر تمام شہروں میں ممتاز، امت رسول کے ولی تمام ولیوں میں ممتاز، رسول کے صحابی تمام صحابیوں میں ممتاز، رسول کی زبان تمام زبانوں میں ممتاز۔ صدیق اکبر صداقت میں ممتاز، فاروق اعظم عدالت میں ممتاز، عثمان ذوالنورین سخاوت میں ممتاز، مولیٰ علی شجاعت میں ممتاز، امام اعظم امامت میں ممتاز، غوث اعظم کرامت میں ممتاز، امت رسول کے علماء علم میں ممتاز۔ اپنے تو اپنے غیر بھی ممتاز ہیں۔ زمانہ رسول کے کافر بھی کفر میں ممتاز ہیں۔ ابوجہل ابولہب نے فرعون اور نمرود سے بڑھ کر عداوت کی ہے، فرعون ڈوبتے وقت عذاب الٰہی کو دیکھ کر بول اٹھا تھا۔ اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لے آیا، مگر ابوجہل جنگ بدر میں مرتے مرتے وصیت کر گیا کہ اے سر کاٹنے والے میرا سر ذرا نیچے سے کاٹنا، تاکہ فی النار ہونے کے بعد بھی معلوم ہو کہ کسی سردار کا سر ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کرنا آسان ہے، دریا کا رخ بدل دینا آسان ہے مگر بگڑی ہوئی قوم کا دل بدل دینا آسان نہیں ہے۔ یہ رسول ہی کا اعجاز تھا کہ بت پرستوں کو خدا پرست بنا دیا اور بے دینوں کو دین دار بنا دیا۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

ذکر مصطفےٰ پر خوشی منانا

ہم مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی کرتے ہیں اور ذکر مصطفےٰ کی خوشی بھی مناتے ہیں، ہم میلاد رسول بھی کرتے ہیں اور میلاد رسول کیلئے خوشی کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ رب کا احسان عظیم ہے کہ ہمارے لئے خوشی کے بہت سارے مواقع آتے ہیں اور ہر موقع پر ہم مختلف

طریقے سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ بچہ کی پیدائش پر عقیقہ کرنا بھی ایک خوشی ہے، شادی کے موقع پر ولیمہ کرنا بھی ایک خوشی ہے اور ہونا بھی چاہیئے اس لئے کہ اس کو نسبت ہے رسول کی سنت سے پھر بعض خوشی شخصی ہوتی ہے جو ایک آدمی کو خوش کرتی ہے، بعض خوشی خاندانی ہوتی ہے جو پورے خاندان کو خوش کرتی ہے۔ بعض خوشی سماجی ہوتی ہے جو پورے سماج کو خوش کرتی ہے، بعض خوشی شہری ہوتی ہے جو پورے شہر والوں کو خوش کرتی ہے۔ بعض خوشی ضلعی ہوتی ہے جو پورے ضلع کو خوش کرتی ہے۔ بعض خوشی صوبائی ہوتی ہے جو پورے صوبہ کو خوش کرتی ہے، بعض خوشی ملکی ہوتی ہے جو پورے ملک کو خوش کرتی ہے۔ بعض خوشی بنی نوع انسان کی ہوتی ہے جو تمام انسانوں کو خوش کرتی ہے۔ بعض خوشی اجنہ کی ہوتی ہے جو جنّاتوں کو خوش کرتی ہے لیکن اسی آسمان کے نیچے اسی زمین کے اوپر ایک عام خوشی تھی جس کو پوری کائنات نے مل کر منایا بلکہ خالق کائنات نے بھی منایا۔ ایسی خوشی نہ اس سے پہلے منائی گئی نہ اس کے بعد منائی جائے گی، مسلمانو! جانتے ہو وہ کون سی خوشی ہے وہ ''سید الانبیاء'' کی پیدائش کی خوشی، وہ ہے میلاد النبی کی خوشی یا رسول اللہ

تیرا میلاد ہے ہر فتنۂ باطل کی وفات عصر تازہ کی ولادت ہے ولادت تیری

ابھی آپ خوشی کی دنیا کی سیر کر رہے ہیں دعا ہے کہ آپ ہمیشہ خوش رہیں غور کیجئے میں اب خوشی کی لائف کی طرف لے چل رہا ہوں، خوشی کی عمر بھی مختلف ہوا کرتی ہے، کوئی خوشی ایک ساعت کی ہوتی ہے، کوئی خوشی دن بھر کی ہوتی ہے کوئی خوشی ہفتہ بھر کی ہوتی ہے، کوئی خوشی مہینہ بھر کی ہوتی ہے کوئی خوشی سال بھر کی ہوتی ہے کوئی خوشی صدی کی ہوتی ہے مگر میلاد النبی کی خوشی ہمیشہ منائی گئی اور ہمیشہ منائی جائے گی۔

ماضی و حال مستقبل ہیں تیرے زیر نگیں وقت کی قید سے آزاد ولادت کی خوشی

جس طرح میرے نبی کی خوشی زمانہ کی قید سے آزاد ہے اسی طرح میلاد النبی کی خوشی زمانہ کے ساتھ محدود نہیں ہے۔ ''اوّلُ ما خلق اللہ نُوری و کُل الخلائق من نُوری وَ اَنا مِنْ نُورِ اللہ''۔

رسول فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا اور کائنات کو میرے نور سے پیدا کیا گیا اور میں اللہ کا نور ہوں۔

ایک بات اور بتادوں میلاد النبی کے حسین موقع پر عالم خوش تھا۔ خالق عالم خوش تھا لیکن شیطان

غمگین تھا اور آج ذکر نبی کے موقعہ پر رحمٰن والے خوش ہیں نبی والے خوش ہیں، شیطان والے غمگین ہیں۔ رحمٰن والے رحمٰن کی سنت ادا کرتے ہیں۔ شیطان والے شیطان کی سنت ادا کرتے ہیں۔

سلطان جہاں محبوب خدا تیری شان وشوکت کیا کہنا
ہر شئے پہ لکھا ہے نام تیرا تیرے ذکر کی رفعت کیا کہنا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا و مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالکَرَمِ منبع العِلمِ و الحِلمِ وَالحِکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ و بَارِکْ وَسَلِّم۔

خاموش اعلان

جس طرح سورج نکلنے سے قبل سارے جہان میں خاموش اعلان ہو جاتا ہے کوئی پکارتا نہیں اور شور نہیں مچایا جاتا ہے مگر دنیا سمجھ لیتی ہے کہ نیر افلاک طلوع ہونے والا ہے۔ مشرق کی جانب پو پھٹتی ہے جو پھیل کر سارے آسمان کو بقعۂ نور بنا دیتی ہے تمام جھلملاتے ستارے چھپ جاتے ہیں۔ شب دیجور کی سیاہی کافور ہو جاتی ہے۔ چاند پھیکا ہو کر بے نور ہو جاتا ہے۔ کہکشاں غائب ہو جاتی ہے۔ نسیم سحری چلنے لگتی ہے۔ درخت کی شاخوں پر پرندے قسم قسم کے نغمے گانے لگتے ہیں۔ زمین پر اذان ہونے لگتی ہے۔ نماز فجر کے لئے نمازی مسجد کی طرف روانہ ہوتے ہیں یہ سب کچھ شاہ خاور کی آمد کیلئے خاموش اعلان ہوتا ہے۔ بلا تمثیل رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل خاموش اعلان کرایا جاتا ہے۔ تمام انبیاء کے چراغ گل ہو جاتے ہیں۔ آسمان نبوت کے چاند تارے دامن نور الٰہی میں روپوش ہو جاتے ہیں۔ معمار کعبہ اولوالعزم پیغمبر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ دعا فرماتے ہیں۔

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ط

سیدنا عیسیٰ روح اللہ آمد کا مژدہ سناتے ہیں اور میلاد النبی کا خطبہ اسطرح پڑھتے ہیں:

" وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ" میں اپنے بعد آنے والے رسول کی بشارت سناتا ہوں ان کا نام احمد ہے۔

اہل کتاب کے علماء لوگوں کو ہوشیار کرتے ہیں۔ دنیا بھر کے نجومی اور کاہن شور مچاتے ہیں۔

ابرش اہل مکہ کو آگاہ کرتا ہے خدا کی رحمت آرہی ہے۔نوشیرواں کے محل میں زلزلہ آتا ہے شاہی محل کے چودہ کنگرے منہدم ہو جاتے ہیں کعبہ کے بت منھ کے بل گرتے ہیں۔ایک ہزار سال سے روشن پار سیوں کا آتشکدہ اچانک بجھ جاتا ہے۔تین سال کے قحط سے پریشان دنیا شاداب ہو جاتی ہے۔نور کی بارش برستی ہے،ارزانی آتی ہے گرانی جاتی ہے۔ایمان کا پانی آتا ہے کفر کی آگ بجھ جاتی ہے۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا   تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر رہ گیا

ربیع النور کی بارہویں تاریخ

ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ ہے، دوشنبہ کا مبارک دن ہے، صبح صادق کا سہانا وقت ہے، عبدالمطلب طواف کیلئے حرم شریف میں آگئے ہیں، حضرت آمنہ خاتون گھر میں اکیلی ہیں اچانک نشان ولادت ظاہر ہوتا ہے، آپ تنہائی سے کچھ گھبراتی ہیں اور خیال کرتی ہیں کاش اس وقت خاندان عبد مناف کی کچھ عورتیں ہوتیں، مگر کس سے کہیں کیسے بلائیں، نوعمر ہیں شرم دامن گیر ہے، ناگاہ نگاہ اٹھتی ہے تو دیکھا کہ حسین عورتوں سے دولت کدہ بھرا ہوا ہے، آپ پوچھتی ہیں آپ لوگ کون ہیں؟ کہاں سے آئی ہیں؟ ایک خاتون جواب دیتی ہے بی بی آمنہ مبارک ہو سرور کونین جلوہ گر ہونے والے ہیں۔ میں ام البشر حوا ہوں۔ دوسری نے کہا میں فرعون کی بیوی آسیہ ہوں۔ تیسری بولتی ہیں میں کنواری بتول مریم ہوں اور یہ سب کی سب حوران بہشتی ہیں۔آج کونین کا دولھا آنے والا ہے، عالمین کے داتا کی آمد آمد ہے۔ رسول کائنات کے استقبال کیلئے اور آپ کی خدمت کیلئے ہم سب حاضر ہیں، آمنہ آج تمہارا گھر نور و عرفان سے معمور ہے، ذرا دروازہ سے باہر نظر ڈالو ہر طرف فرشتوں کا میلہ لگا ہوا ہے، آج نور کی موسلا دھار بارش تیرے گھر پر جھما جھم برس رہی ہے۔عرش الٰہی کے سائے میں ملائکہ مقربین سر جھکائے کھڑے ہیں۔اسی مابین حجاب عظمت سے آواز آتی ہے ملاء اعلیٰ کے تمام فرشتے زمین پر جمع ہو جائیں۔ وہ سرزمین جو میرے جلال و جبروت کا گھر ہے اور اہل زمین کا قبلہ عبادت ہے۔آج باعث ایجاد عالم کا ظہور ہونے والا ہے، مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک بحر و بر و خشک و تر میں منادی کرادی گئی کہ کونین کا تاجدار آرہا ہے۔ لہٰذا ان کے خیر مقدم کیلئے نگاہوں کا فرش بچھا دیا جائے مکہ کی وادیوں میں، ام

القریٰ کے کہساروں میں، فردوس کی بہاروں کا غلاف چڑھا دیا جائے، حرم کے بام و در کو سلیقہ سے سجا دیا جائے، سیارا افلاک کے پہرے دار آفتاب کے چہرے سے نقاب نہ اٹھائے، ستاروں کی انجمن میں اعلان کرا دیا جائے کہ آج کی رات اپنی مجلس شبینہ برخاست کر کے فرش زمین پر اتر آئیں۔ مکہ کی فضاؤں میں چراغاں کر دیا جائے اس لئے کہ خسرو کائنات کی طلعت زیبا سے خاکدان گیتی کا ذرہ ذرہ منور ہونے والا ہے۔

ادب سے سر جھکا لو آسماں والو زمیں والو سواری آئی ہے خیر البشر کی فخر آدم کی

یہ شاہی فرمان سنتے ہی تمام فرشتے سجدہ ریز ہو گئے، رات بھر قدسیان فلک کے قافلے زمین پر اترتے رہے، صبح ہونے سے پہلے کنگرۂ عرش بریں سے گل کدۂ فردوس کی ساری زیبائش وادی حرم میں سمٹ آئی، جونہی صبح صادق کا اجالا چمکا، مکہ کی فضا رحمت و نور سے بھر گئی، نقیبوں کی صدا سے دشت و جبل گونج اٹھے، گلی گلی حوران جناں کے آنچلوں کی خوشبو سے مہک اٹھی۔ ہوا نے اس مقدس نام کی تسبیح پڑھی، خوش رنگ پھولوں نے مکہ کی خاک اپنی آنکھوں سے ملی کائنات کا چپہ چپہ شادمانی سے ہم آہنگ ہوا، آتش نمرود کے ذرات نے پھولوں کا لباس پہن کر دعائے ابراہیمی کو سر پر رکھا، صانع حقیقی نے اپنی خلقت پر فخر کیا، احسن الخالقین نے اپنی خلقت پر ناز کیا، رحم و کرم کی حسین وادی خلق و مروت کا حسین گلدستہ ہاتھوں میں لئے عبداللہ کے گھر نمودار ہوئی، آسمان فرط مسرت سے اچھل پڑا، زمین اپنی خوش نصیبی پر فخر کرنے لگی، کائنات کا ذرّہ ذرّہ عید میلاد کا نعرہ لگانے لگا، سدرہ کے مکین جبرئیل امین ایک سبز پرچم لے کر خانۂ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے اور حضور شاہی میں سلام نیاز پیش کرنے لگے۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ.

حرم محترم کی جھکی ہوئی دیواریں ایستادہ ہو گئیں۔ کشور نبوت کا شہنشاہ اس شان سے تشریف فرما ہوا کہ اکناف عالم کا گوشہ گوشہ مرحبا کی مقدس آواز سے گونج اٹھا اور آپ جلوہ گر ہو گئے۔

سلام اے آمنہ کے لعل اے محبوب سبحانی سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

تیرے آنے سے رونق آ گئی گلزار ہستی میں شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی

آفتاب رسالت کی ضیا پاشیاں

آفتاب رسالت کے ظہور سے قبل عرب کا ذرّہ ذرّہ بت پرستی میں چور تھا، پوری دنیا ظلم و عدوان کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، جہالت کا دور دورہ تھا۔ انسانیت نے درندگی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا، ہر طرف کفر وشرک کی زہریلی ہوا چل رہی تھی، کمزوروں کو ستایا جاتا تھا، غریبوں کو تکلیف دینا فخر سمجھا جاتا تھا، شراب نوشی عام ہو چکی تھی، زنا کا بازار گرم تھا، انسان نفسانیت کے بیڑے میں سوار ہو کر ضلالت کے گرداب میں مبتلا ہو چکا تھا حرم محترم کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے، کالے گورے کا امتیاز برتا جاتا تھا، امیر غرور و تمکنت کے سبب غریبوں سے رشتہ ترک کر چکا تھا صنف نازک عورتوں کے ساتھ ظلم وستم کا برتاؤ کیا جاتا تھا، اس چار حرفی ذات کا عالم تو یہ تھا کہ اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوتے تو جوتوں کے عوض اپنی عورت کو غیر کے ساتھ کر دیتا تھا ساتھ ہی عورتوں کے عدت گذارنے کا طریقہ شرمناک تھا۔ چنانچہ ابوداؤد شریف کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جب کسی عورت کا شوہر مرجاتا تھا یا طلاق دے دیتا تھا تو اس عورت کو آبادی سے باہر کسی تنگ وتاریک مکان میں رکھ دیا جاتا تھا اور دوران عدت ٹاٹ کا لباس پہنایا جاتا تھا۔ ایک سال تک اس عورت کو غسل اور پاخانہ پیشاب کیلئے پانی نہیں دیا جاتا تھا جس کی وجہ سے وہ عورت غلاظت کا مجسمہ بن جاتی تھی، سال بھر تک بغیر نمک کا کھانا کھلایا جاتا تھا، سال پورا ہونے کے بعد اس عورت کی گود مینگنیوں سے بھر دی جاتی تھی اور گدھے کی ننگی پیٹھ پر بٹھا کر سارے شہر میں گشت کرایا جاتا تھا۔ وہ عورت ان مینگنیوں کو لوگوں پر پھینکتی تھی جس سے لوگ سمجھ جاتے تھے کہ آج اس کی عدت پوری ہوگئی ہے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور ممتا کی ماری ماں اپنی لاڈلی بچی کو سانس کی آخری ہچکی لیتے ہوئے دیکھتی تھی اور کلیجہ تھام کر رہ جاتی تھی بربریت کا ننگا ناچ ناچا جاتا تھا، سرراہ چلتے ہوئے دوشیزاؤں کی عصمت لوٹ لینا محبوب مشغلہ تھا، بربریت نقطۂ عروج پر پہونچی ہوئی تھی۔

دریا کی بیقرار لہروں کے سامنے بندگی کی جاتی تھی، چاند سورج معبود بنالئے گئے تھے، عقل انسانی دین ابراہیمی کی شناخت سے عاجز آچکی تھی، اخلاقی عظمت کا فقدان تھا، غم گساروں کے نالہ وشیون آسمان دنیا پر دستک دے رہے تھے، حقیقی بھائی کی تلوار دوسرے بھائی کی گردن کاٹنے کے

لئے بے نیام رہتی تھی، معمولی باتوں کیلئے کشت وخون کی ہولی کھیلی جاتی تھی، اپنی ماں سے تکمیل خواہشات میں ننگ وعار نہیں محسوس ہوتا تھا۔ عربی بولتے تھے مگر جھوٹ بولتے تھے، کھاتے تھے مگر حرام کھاتے تھے، پیتے تھے مگر شراب پیتے تھے خلاصہ ہے یہ کہ پوری انسانی آبادی گناہوں کے بار سے دبی ہوئی تھی۔

انصاف لٹ چکا تھا ایمان مٹ چکا تھا   مفلس کی تھی مصیبت کمزور پٹ رہا تھا
ظلم وستم کے جھنڈے ہر سمت گڑ گئے تھے   حیوانیت کے پردے عقلوں پہ پڑ گئے تھے

ایسے بھیانک وقت میں ضرورت تھی ایک رہبر اعظم کی، ضرورت تھی ایک مونس وغمخوار کی آخر کار۔

کفر پر اک دن مشیت کو جلال آہی گیا   میرے آقا کی ولادت کا سوال آہی گیا
صورتیں تسکین کی نکلی دل سیماب سے   اک کرن پھوٹی اچانک چرخ پر مہتاب سے

تشریف لے آیا رسول مادر گیتی کا ذرہ ذرہ جس کا منتظر تھا اس کے میلاد سے خاکدان گیتی پر عظیم انقلاب برپا ہوگیا، ظالموں کا ظلم موت سے ہم آغوش ہوگیا، وحشت دم توڑنے لگی بہیمت کا مصنوعی محل تخت وتاراج ہوگیا۔

نسیم سحری خرام ناز سے چلنے لگی، کفر وشرک کا تراشیدہ خدا بلبلا اٹھا۔ آنے والا آیا تو امن و آشتی کا پیغام لایا، ساری کائنات کیلئے رحمت بن کر آیا، اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ساتھ لایا، مصلح اعظم بن کر آیا۔ معلوم ہوا کہ انسانی سماج میں جب جسم کا مزاج خراب ہوتا ہے تو ضرورت پڑتی ہے ڈاکٹر کی اور انسانی سماج میں جب روح کا مزاج خراب ہوتا ہے تو ضرورت پڑتی ہے پیغمبر کی۔

محمد مصطفیٰ کے نام نے طوفاں کا رخ پھیرا   ذرا سا فاصلہ تھا دل کی کشتی ڈوب جانے میں
ایک پلڑے میں وہ دونوں ایک پلڑے میں وہ ایک   دونوں عیدوں سے ہے افضل عید میلاد رسول

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.

میلادِ مصطفےٰ کا احسان

کسی بادشاہ کے گھر بیٹا پیدا ہوتا ہے، اس کے نوکر سمجھتے ہیں یہ کمائی کا سیزن ہے۔ کچھ بہانہ کر

لو بہت کچھ پا جاؤ گے، چنانچہ درزی جوڑا تیار کر کے لاتا ہے، مالی پھولوں کا گجرا پیش کرتا ہے، نائی کنگھا آئینہ لے کر پہونچتا ہے۔ اس کے علاوہ جس سے جو بھی بن پڑتا ہے پیش کرتا ہے۔ حضور! یہ خوشی کا دن ہے یہ جوڑا، یہ ہار، یہ کنگھا شہزادے کی خدمت میں نذر ہے بادشاہ ان کا اخلاص ومحبت دیکھ کر جوش میں آتا ہے اور اپنے حوصلہ کے مطابق اعزاز بخشتا ہے، کیوں کہ ایسے زرین موقع پر سخی بادشاہ لانے والے کے نذرانے اور قیمت کو نہیں دیکھتا بلکہ حوصلہ اور خلوص دیکھتا ہے بلا تمثیل رب العٰلمین سخی بادشاہ ہے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ نہ کسی کا بیٹا ہے نہ کسی کا باپ ہے، البتہ ایک محبوب رکھتا ہے، اسی محبوب کی ولادت کی خوشی ہے اور امتی محبوب کے غلام ہیں اور تولد محبوب کی خوشی میں ابوالبشر سیدنا آدم ملائکہ کے مسجود بنا دیئے جاتے ہیں، موسیٰ کلیم اللہ کو ید بیضا کا اعجاز ملتا ہے، یوسف صدیق اللہ کو حسن و جمال کی دولت عطا کی جاتی ہے، حضرت عیسیٰ روح اللہ شاہی طبیب اور مسیحا بنا دیئے جاتے ہیں چونکہ شاہی تحفہ تحفوں کا بادشاہ ہوتا ہے اس لئے نبی کو نبوت ملتی ہے، رسول کو رسالت ملتی ہے، غائرانہ نگاہ سے دیکھئے تو ہمارے رسول کا احسان صرف امت ہی پر نہیں ہے بلکہ انبیا پر بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ عید میلاد النبی کا بیش بہا تحفہ دنیا میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو تم ایسے رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن ہو

مگر اس شاہی خوشی کے موقع پر کوئی بدباطن ان غلاموں کو اظہار نیاز مندی سے روکنے لگے اور کہے کہ شہزادے کیلئے جوڑا بنانا حرام ہے، ہار پیش کرنا شرک ہے، خوشی منانا بدعت ہے تو انصاف سے بتایئے گا بادشاہ کتنا ناراض ہوگا اور کہے گا یہ میری خوشی کا دن ہے۔ سب خوشی منا رہے ہیں اور میں انعام دے رہا ہوں تو جلنے والا کون ہے۔ بھیجو اسے جیل خانے میں، اس کی جائداد ضبط کر لو۔

یقیناً عید میلاد النبی کے موقع پر ذکر رسول سے فیضیاب ہونے کے لئے سچے عاشق جلسہ منعقد کرتے ہیں کوئی درود کا تحفہ پیش کرتا ہے کوئی محفل سجا کے تحفہ پیش کرتا ہے، کوئی سن کے فیضیاب ہوتا ہے، کوئی ثنا کے تحفہ پیش کرتا ہے، غلامان رسول اپنے اپنے انداز میں اظہار نیاز مندی پیش کرتے ہیں اور بہت کچھ پاتے ہیں۔ اور کوئی حسد میں شرک کا فتویٰ لگاتا ہے، کوئی حرام کہتا ہے، کوئی بدعت بدعت چلاتا ہے۔

آپ انصاف سے بتایئے گا کہ رسول ایسے نام نہاد امتی سے خوش ہوں گے یا ناراض، اللہ

ایسے لوگوں سے ناراض ہوگا یا نہیں۔ یقیناً اسکی جائداد ضبط کرلی جائے گی، ایمان کی دولت چھین لی جائے گی، عمل کا ثواب اکارت کر دیا جائے گا۔ انھیں خبر بھی نہ ہوگی یہ ہے حسد کا انجام، یہ ہے بغاوت کا نتیجہ۔

ذکر رو کے فضل کاٹے عیب کا جویاں رہے   پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

سرورکونین آغوش حلیمہ میں

عربی دستور کے مطابق قبیلہ بنوسعد کا ایک قافلہ چلتا ہے، اس میں ایک غریب دایہ تھی جو قحط کے مارے لاچار ہے اور دبلی اونٹنی پر سوار ہوکر مکہ پہونچتی ہے، حلیمہ کو کیا خبر تھی کہ ان کی سست رفتاری ان کی خوش نصیبی کا سبب بنے گی اور ان کا پیچھا رہنا ہی دنیا کی تمام شہزادیوں سے بڑھادے گا، اس لئے کہ آسمان کا سورج طلوع ہوکر پہلے اونچوں کو چمکاتا ہے مگر نبوت کا سورج پہلے نیچوں کو منور کرتا ہے، حلیمہ سعدیہ کو اس لازوال دولت سے مالا مال ہونا تھا جن کی خدمات تاریخ اسلام میں ابدالاباد تک چمکتی رہیں گی۔ محبت کے قدموں سے آگے بڑھی اور خلوص کی پیشانی عبداللہ کی چوکھٹ پر جھکادی۔

دوسری دائیاں مکہ پہونچ کر امیروں کے بچوں کو لے گئیں مگر سرورکونین کو کسی نے اس لئے نہ قبول کیا کہ یتیم کے گھر سے کیا ملے گا نہیں نہیں! بلکہ رسول نے انھیں خود ہی قبول نہ فرمایا، چونکہ آپ ایک غریب گود کو آباد کرنے والے تھے اور رب کو منظور یہ تھا کہ تمام دائیاں بچوں کو پالینگی اور میرے محبوب اپنی دائی حلیمہ کو پالیں گے، حلیمہ کے خاندان کو پالیں گے، الغرض حرم کعبہ میں عبدالمطلب سے حلیمہ کی ملاقات ہو جاتی ہے اور حلیمہ اپنا ماجرا کہہ سناتی ہیں عبدالمطلب سے گفت وشنید کے بعد حلیمہ دولت کدہ پر حاضری دیتی ہیں۔ دیکھا کہ ایک نونہال باریک کپڑا اوڑھے پالنے میں سورہا ہے اور چہرۂ پاک سے تجلی چھن چھن کر پورے گھر کو روشن کر رہی ہے، چہرہ سے نقاب ہٹاتی ہیں اور سوجان سے عاشق ہو جاتی ہیں، نگاہ نبوت نے حلیمہ کو دیکھا اور ان کے سوکھے پستان دودھ سے بھر گئے۔ گود میں اٹھالیتی ہیں اور پیشانی چوم کر دایاں پستان پیش کرتی ہیں، رسول اعظم قبول فرمالیتے ہیں۔ بایاں پیش کرتی ہیں منھ پھیر لیتے ہیں، گویا رسول گرامی نے بایاں پستان قبول نہ فرما کر یہ بتا

دیا کہ میری رضاعی ماں یہ میرا حق نہیں میرے رضاعی بھائی کا حق ہے، میں دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے آیا ہوں، دوسروں کا حق چھیننے نہیں آیا ہوں۔

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اس موقع سے نوا سنجی کرتے ہیں۔

بھائیوں کے لئے ترک پستاں کریں بچپنے کی عدالت پہ لاکھوں سلام

پڑھیئے درود شریف: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وبَارِکْ وَسَلِّمْ.

میلادِ مصطفیٰ کے بارے میں ایک شبہ کا ازالہ ضروری سمجھتا ہوں برادران اسلام اسے اچھی طرح محفوظ کرلو۔

میلادالنبی دافع شرک ہے

میلادالنبی کے جلسے اور سیرۃ پاک مصطفیٰ کی محفل پر نہ جانے کتنے اعتراضات ہوتے ہیں، جتنے منھ اتنی ہی باتیں، بولنے کا شعور نہیں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ نہیں معلوم، اور میلادِ مصطفیٰ پر اعتراض کرتے نظر آتے ہیں۔

کوئی بدعت کہتا ہے، کوئی شرک کا فتویٰ لگاتا ہے حالانکہ عقل سلیم ایسے فتویٰ کو ظلم سے تعبیر کرتی ہے اور قدرت ایسی سمجھ کو زہر ہلاہل سمجھتی ہے فطرت انسانی کے سچے حامل انسان سے یہ توقع نہیں رکھ سکتا کہ مردہ باپ کی یاد لائق بیٹا اپنے دل سے فراموش کرجائے اور مردہ بچے کا ذکر لائق باپ کیلئے ابدی عذاب بن جائے۔

سرور کونین نے اپنے بچہ ابراہیم کے انتقال پر آنسو بہائے ہیں، اور ہم وفادار امتی اپنے آقا کے ذکر سے قلب حزیں کو منور بھی نہ کریں، دنیا کی ذلیل سے ذلیل قوم اپنے پیشوا کا جلوس نکال کر سال گرہ مناتی ہے اور ہم عید میلاد بھی نہ منائیں۔ پرواز خیال کی جسارت کو دیکھئے تو حیرت ہوتی ہے کہ کفر و شرک کا فتویٰ وہی لگاتے ہیں جو اپنے کو نائب رسول کہلاتے ہیں اور میں انھیں نائب فضول کہتا ہوں، اس لئے کہ ایسے لوگ قرآن وحدیث کو تیر وتفنگ بنا کر کفر کی آڑ میں ہمارے ایمان کو چھلنی کرنا چاہتے ہیں۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دوسری بات یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عزیر کا صرف ایک معجزہ دیکھا تو خدا کا بیٹا کہہ دیا، عیسائیوں نے حضرت روح اللہ کا تولد بغیر باپ کے دیکھا تو ابن اللہ کہہ دیا۔ کفار عرب نے جنات اور رب العلمین میں ناجائز رشتہ جوڑ دیا، مشرکین نے فرشتوں کو خدا کا بیٹا مان لیا خلاصہ یہ ہے کہ اگلوں نے صرف چند معجزات کی بنیاد پر خدا کی شان میں گستاخی کی اور ہمارے رسول سر کے بال سے پیر کے ناخن تک سراپا معجزہ ہی معجزہ ہیں، ہاتھ کا اشارہ پا کر ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا، انگلی اٹھی تو چاند دو ٹکڑوں میں بٹ گیا، درختوں نے اطاعت کی، جانوروں نے سجدہ کیا۔ کنکریوں نے کلمہ پڑھا رسول اعظم کے ان معجزات کی بنیاد پر اُمت کی طرف سے خطرہ تھا کہ رسول کو خدا نہ کہہ دیا جائے، یا خدا کا بیٹا نہ مان لیا جائے یا جزو خدا تسلیم نہ کر لیا جائے اسی آنے والے خطرہ کو دور کرنے کے لئے دنیا کو گمراہی سے بچانے کیلئے ہم میلاد مصطفےٰ کے جلسے کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں، خدا کا بیٹا نہیں، بلکہ محبوب خدا ہیں لہٰذا میلاد النبی کی محفل سیرۃ النبی کا جلسہ دافع شرک ہے شرک نہیں دافع کفر ہے، کفر نہیں بدعت کو دور کرتا ہے، بدعت نہیں ہے ہم تمام اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ میلاد النبی انوار الٰہی کا منبع ہے

تجلیات کبریا کا مخزن ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ منبع العلمِ الحلِمِ وَالحِکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّم.

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردہ سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

دوسری تقریر

خلق عظیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نَحْمَدُہٗ وَ نَستعینہ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْ مِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَظِیْمِ وَخِطَابِہِ الْقَدِیْمِ

اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النبی الْکَرِیْمَ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن.

عشق رسول کے سمندر میں غوطہ لگا کر گویا ہیں۔

عارف باللہ، فنافی رسول اللہ، حامی سنّت، ماحی بدعت، مجدد دین وملت، امام اہل سنت، ہم سب کے حضرت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مفتی شاہ مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا — نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں — خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
آسماں خوان زمیں خوان زمانہ مہمان — صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب — یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا
چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف — تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا
حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ — جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھنتا تیرا
یا رسول اللہ — یا حبیب اللہ
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع — جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

بادۂ توحید کے متوالو، شمع رسالت کے پروانو، غوث اعظم کے دیوانو، اولیائے امت کے جاں نثارو! دونوں عالم کے مالک ومختار ہم غریبوں کے غمگسار، سید ابرار واخیار، آقائے نامدار، مدنی تاجدار، شہنشاہ باوقار، نائب پروردگار، مولاء کبار، نبیوں کے سردار، گنہگاروں کے غمخوار، شافع روز شمار، گلشن ہستی کی اولین فصل بہار کے دربار گہر بار میں عقیدت ومحبت کے ساتھ درود وسلام کا ہدیہ نچھاور کرنے کی سعادت حاصل کریں اور جھوم جھوم کر پڑھیں:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلانا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالکَرَم منبع العلمِ وَ الحلمِ وَالحِکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ و بَارِکْ وَسَلِّم.

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم یارسول اللہ آپ کا اخلاق عظیم الشان ہے۔

تمہیدی کلمات

یہ عام بات ہے کہ جب تک کسی چیز کی اہمیت کا نمونہ پہلے نہ دکھایا جائے تو آنے والے کی اہمیت بظاہر نمایاں نہیں ہو پاتی، اگر دفعتاً انقلابی طاقت آن پڑے تو عوام وخواص بیقرار ہو جاتے ہیں اور بجائے اس کی سننے کے نفرت کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔

بلا تمثیل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اہم کون ہوگا اور رسول سے زیادہ انقلابی قوت کس میں ہوگی، خدا جانتا تھا کہ محمد رسول اللہ کی بعثت کے بعد کفر وشرک کا صنم ٹوٹے گا، گمراہی کی تاریکی دور ہوگی، ایام جاہلیت کی بیہودہ رسموں کا خاتمہ ہوگا، خدا پرستی کا دور شروع ہوگا، لات وعزی بے وقار ہوں گے، نیر اسلام فاران کی چوٹی سے طلوع ہو کر مکتہ المکرّمہ کے در و دیوار کو روشن کرے گا اور رفتہ رفتہ اس کی ضیا بار کرن دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل جائے گی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نغمہ گایا جائے گا، چنانچہ پیدائش سے لے کر بعثت تک رسول کی چالیس سالہ زندگی کفار عرب کے سامنے کھلی ہوئی کتاب کی طرح تھی جس نے جیسا چاہا مطالعہ کیا اور حقیقت تو یہ ہے کہ جس نے جتنا مطالعہ کیا وہ تشکر وامتنان کے بحر بیکراں میں اتنا ہی غرق ہوتا گیا

دانائے غیوب کے لئے صادق العقول صادق البیان اور صادق الوعدہ جیسے بھاری بھرکم الفاظ استعمال کئے جاتے رہے، رسول کی چالیس سالہ زندگی اخلاق نبوت کے پیکر میں ڈھلی ہوئی تھی گویا یہ خاموش اعلان تھا کہ ذات رسول اظہار نبوت سے پہلے اتنا عظیم ہے تو اظہار نبوت کے بعد کا عالم کیا ہوگا۔

ہمارا رسول قائم اللیل اور صائم الدہر ہے قرآن ان پر نازل ہوا شب کو زاہد اور دن میں غازی نظر آتے تھے۔تمام عمر کفر کے خلاف معرکہ آراء رہے، اللہ کا کلام بلند کیا، یتیموں کو سنبھالا، بے نواؤں کو نوازا، غریبوں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا، گرتوں کو اٹھایا، شرابیوں کو پاکباز کر دیا، بیکاروں کو کارساز بنا دیا، جاہلوں کو نکتہ داں کر دیا، ظلم سہتے تھے مگر اف تک نہ کرتے تھے، گالیاں سنتے تھے تف بھی نہیں کرتے تھے، گھر کا اثاثہ ایک چارپائی تھی جس پر کونین کا شہنشاہ آرام فرما ہوتا تھا، ایک چکی تھی جس میں کبھی کبھار جو پیسا جاتا تھا، ایک تکیہ تھا جس میں نرم نرم روئی کی جگہ کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، یہ تھا دنیاوی زندگی کا ایک مختصر خاکہ اور ساتھ ہی اس زندگی کو دیکھئے جس پر سدرہ کے مکیں جبرئیل امین کو ناز تھا، نور مجسم، رحمت عالم، نازش آدم، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم معرفت الٰہی رسول کا سرمایۂ حیات ہے۔حب الٰہی رسول کی اساس ہے، شوق رسول کا رہوار ہے۔ذکر الٰہی رسول کا مونس ہے، اعتماد رسول کا خزانہ ہے، عشق الٰہی کا غم رسول کا رفیق ہے، علم وعرفان رسول کا ہتھیار ہے، صبر رسول کا لباس ہے، انکساری رسول کا فخر ہے، زہد رسول کا پیشہ ہے، یقین رسول کی طاقت ہے، سچائی رسول کا شفیع ہے، نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، طاقت الٰہی کفالت کرتی ہے اور قرآن رسول کا خلق عظیم ہے۔اِنَّکَ لَعلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ یا رسول اللہ آپ کا اخلاق عظیم الشان ہے۔

ہزاروں جبرئیل الجھے ہوئے ہیں گرد منزل میں نہ جانے کس قدر اونچا ہے کاشانہ محمد کا

خلق عظیم کی تشریح

خلق اور اخلاق عام طور سے بولے جانے والے الفاظ ہیں۔کسی نے ہنسکر بات کی، تو کہا جاتا ہے فلاں اخلاق مند ہے، مہمانوں کی مہمان نوازی کی، تو کہا جاتا ہے فلاں بڑا خلیق ہے، آنے والے کو قاعدے سے بٹھالا، تو کہا جاتا ہے فلاں اخلاق کا پیکر ہے، بھوکوں کو کھانا کھلا دیا، تو کہا جاتا

ہے، فلاں اخلاق کا مجسمہ ہے، حاجت مندوں کی حاجت پوری کردی تو مشہور ہو جاتا ہے کہ فلاں اخلاق کا دریا بہاتا ہے، چھوٹوں پر شفقت کا سایہ ڈالا، تو کہا جاتا ہے فلاں اخلاق کے گوہر لٹاتا ہے، بڑوں کی عزت کی، تو کہا جاتا ہے فلاں اخلاق کے قلب میں ڈھلا ہوا ہے۔

الغرض اخلاق کا مفہوم وسیع سے وسیع تر ہے، اخلاق اپنے دامن پر بہار میں نہ جانے کتنی خوبیوں کو جنم دیتا ہے۔ حقیقت میں اخلاق نام ہے فطری اچھائی کا جو منجانب اللہ ودیعت کی جاتی ہے اخلاق سیرت کا اہم حصہ ہے جس پر بہت ساری اچھائیاں منحصر ہیں۔ ہم یہاں اخلاق رسول کی بات کررہے ہیں، اخلاق نبوت کی گواہی کس سے لیں، اگر کسی مخلوق سے لی جاتی ہے تو ممکن ہے کوئی یہ کہہ کر توجہ نہ کرے کہ ہم مخلوق کی گواہی نہیں مانتے، لہٰذا آیئے ایسی کتاب کو گواہ بنائیں جس کے لئے نہ مٹنا ہے نہ مٹانا ہے جو نہ مٹ سکتی ہے نہ مٹائی جاسکتی ہے۔

قرآن سے پوچھا گیا اے قرآن تو نے رسول کو سمجھا اور رسول نے تجھ کو سمجھایا، سیرت رسول پر کچھ روشنی ڈال دے تاکہ حسد کا پردہ چاک ہو جائے عناد کی آگ سرد پڑ جائے اور لوگ اچھی طرح جان جائیں کہ سیرت رسول عربی صرف زبان عالم پر ہی نہیں قرآن کے اوراق میں بھی پھیلی ہوئی ہے، جب تک قرآن رہے گا سیرت رسول جگمگاتی رہے گی۔ قرآن گویا ہے۔

رسول کا چہرہ ------------ والضحیٰ

رسول کی کاکل ------------ واللیل اذا سجیٰ

رسول کی نگاہ ------------ مازاغ البصر وما طغیٰ

رسول کی زبان ------------ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ

رسول کا سینہ ------------ الم نشرح لک صدرک

رسول کا مقدس ہاتھ ------------ ید اللہ فوق ایدیھم

رسول کا میلاد ------------ لقد من اللہ علی المومنین اذبعث فیھم رسولاً

رسول کا ذکر ------------ و رفعنالک ذکرک

رسول کا معجزہ ------------ قد جاء کم برھان من ربکم

رسول کا مقام ------------ وما ارسلناک الا رحمۃً للعٰلمین

رسول کا سفر ------------- سبحان الذی اسریٰ

رسول کا انکسار ------------- انما انا بشر مثلکم

رسول کی حقیقت ----------- قد جاء کم من الله نور

آسمان سے اترنے کا مزاج ---- والنجم اذاھویٰ

دل کی صفائی ----------- ماضل صاحبکم وما غویٰ

رسول کا اخلاق------------- انک لعلیٰ خلق عظیم

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، میں بھی کہتا ہوں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے لیکن لوہے کی تلوار نہیں تھی اخلاق کی تلوار تھی اس لئے کہ لوہے کی تلوار سے سر جھکایا جاسکتا ہے، دل نہیں جھکایا جاسکتا اور رسول نے سب سے پہلے دل کی دنیا فتح کی ہے لہٰذا سر خود ہی جھکتا گیا۔ آیئے آپ کو تھوڑی دیر کیلئے مکہ لے چلوں، وہاں تلوار رسول محترم کے ہاتھ میں نہیں تھی کفار مکہ کے ہاتھ میں تھی، ہم باور کرتے ہیں کہ مکہ میں تلوار چلی ہے، نیزے اٹھے ہیں، تیر برسائے گئے ہیں، طاقت کا بھر پور استعمال ہوا ہے لیکن اسلام کو پھیلانے کیلئے نہیں، اسلام کی پیش قدمی روکنے کیلئے۔ مومنوں کا کلیجہ دہلانے کیلئے، پرچم توحید کا مذاق اڑانے کیلئے لیکن اس کے باوجود قربان جایئے ان وفاشعار مسلمانوں پر کہ یہ لوگ تلوار سے گھائل ہوتے رہے، پتھروں کی چوٹ کھاتے رہے، گرم گرم چٹانوں پر جلتے رہے، قید و بند کی آزمائش میں سلگتے رہے لیکن عشق رسول کا نشہ اترنے کے بجائے چڑھتا ہی گیا، جس مومن کے جسم پر جتنی کاری ضرب لگتی تھی اس کا ایمان اتنا ہی نکھرتا تھا اور زبان حال سے یہ صدا تھی۔

میں مصطفےٰ کے جام محبت کا مست ہوں یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیم

یارسول اللہ آپ کا اخلاق عظیم الشان ہے

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم

درود وسلام کا ہدیہ پیش کیجئے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَ الْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّم.

اخلاق رسول سمجھانے کیلئے حرم نبوت کے دردولت پر لے چل رہا ہوں۔

قرآن رسول کا خلق ہے

مومنوں کی روحانی ماں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے، یا ام المومنین! سلطان کونین، سرور دارین کا اخلاق بیان کیا جائے، ام المومنین فرماتی ہیں کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن رسول کا اخلاق قرآن مقدس ہے، مطلب یہ کہ رسول کا دیکھنا قرآن، رسول کا سننا، قرآن، رسول کا سمجھنا، قرآن، رسول کی زبان، قرآن، رسول کا ہاتھ، قرآن، رسول کا اٹھنا، قرآن، رسول کا بیٹھنا، قرآن، رسول کا چلنا، قرآن، رسول کا کھانا، قرآن، رسول کا پینا، قرآن، رسول کا آنا، قرآن، رسول کا جانا، قرآن، رسول کا فیصلہ کرنا، قرآن، رسول کا کفر وشرک کے خلاف معرکہ آرا ہونا، قرآن، جنگوں میں شرکت کرنا، قرآن، عبادت کرنا، قرآن، ریاضت کرنا، قرآن، رسول کی شریعت، قرآن، رسول کی طریقت، قرآن، رسول کی معرفت، قرآن، رسول کی سیادت، قرآن، رسول کی لیاقت، قرآن، رسول کی صداقت، قرآن، رسول کی عدالت، قرآن، رسول کی سخاوت، قرآن، رسول کی شجاعت، قرآن، رسول کی رضا، قرآن، رسول کا حسن، قرآن، رسول کا انداز بیان، قرآن، رسول کا طرز تکلم، قرآن، رسول کا کردار، قرآن، رسول کی گفتار، قرآن، رسول کی رفتار، قرآن، رسول کا قول، قرآن، رسول کا فعل، قرآن، رسول کا عمل، قرآن، رسول کی عقل، قرآن، رسول کا کلمہ، قرآن، رسول کی نماز، قرآن، رسول کا روزہ، قرآن، رسول کا حج، قرآن، بلکہ رسول خود ہی قرآن ہیں، رسول چلتے پھرتے قرآن ہیں، رسول سوتے جاگتے قرآن ہیں، رسول کا ہر ہر شعبۂ زندگی قرآن کے مطابق ہے، خلاصہ یہ ہے کہ سیرت طیبہ کا مشاہدہ کرنا چاہے تو قرآن کے تیس پاروں کو دیکھا جائیگا اور قرآن کو دیکھنا چاہے تو صاحب قرآن کا مقدس چہرہ دیکھا جائے گا۔ ادھر سے دیکھیں تو قرآن، ادھر سے دیکھیں تو قرآن۔

قول حق قرآن ہے قول پیمبر ہے حدیث اہل دل کے واسطے تقریر ہے دونوں کی ایک
اس سے پھیرا دل تو اس نے دعوت اسلام دی وہ خدا اور یہ نبی تدبیر ہے دونوں کی ایک

فتح مکہ کے دن خلق عظیم کا اعجاز

آیئے خلق کو سمجھانے کیلئے فتح مکہ کی طرف لے چلوں۔ ہجرت کا آٹھواں سال ہے، سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار کا لشکر جرار لیکر بیت اللہ کی بازیابی کیلئے کاشانۂ نبوت سے نکلتے ہیں، اللہ کا مقدس گھر خانۂ کعبہ بت خانہ بنالیا گیا ہے۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

اللہ کے وفا شعار بندے ہلالی پرچم ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں، قائد اعظم نور مجسم فاتحانہ انداز سے شاہی کروفر کے ساتھ مکۃ المکرمہ میں داخل ہوگئے ہیں، کفار قریش گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ مکہ کے وہی باشندے جو ہجرت کی رات ننگی تلوار لئے قتل رسول پر آمادہ تھے۔ آج اسی رسول کے سامنے عفو ودرگذر کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ کوئی کہتا تھا، ہم سب تخت وتاراج کردیئے جائیں گے، کوئی کافر کہتا تھا ہماری لاش آگ میں جلائی جائے گی، کوئی کہتا تھا ہمارے بچے یتیم ہوجائیں گے، کوئی کہتا تھا ہماری بیوی بیوہ ہوجائے گی، کوئی کہتا تھا ہمارے گھروں کو جلا کر خاک کا ڈھیر بنا دیا جائے گا۔ موت وحیات کی کشمکش میں کچھ کا کچھ سوچا جارہا تھا اوران کا سوچنا بھی حق بجانب تھا۔ کفار عرب اپنے مظالم کو یاد کر کے انجام کے تصور سے لرزہ براندام ہورہے تھے، اور رسول کے فیصلہ کا انتظار تھا۔

رسول کردگار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مَا ظَنُّكُمْ بِیْ۔ اے کفار عرب ہمارے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

گرفتار شدہ مجرمین دبی آواز میں کہتے ہیں: اِنَّهٗ كَرِيْمٌ وَ اِبْنُ اَخٍ كَرِيْم یارسول اللہ آپ کریم ابن کریم ہیں آپ عظیم ابن عظیم ہیں لہٰذا آپ سے کرم ہی کی امید ہے۔

رسول کے دریائے رحمت میں کوثر وسلسبیل کی موج اٹھتی ہے اور فرماتے ہیں: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فَاذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطلقاء اے کفار قریش تم سوچ رہے ہوگے آج ظلم کا بدلہ ظلم سے لیا

جائے گا بدلہ لینا تو درکنار میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ تمہیں لئے ملامت کروں ہم برا بھلا کہنا بھی پسند نہیں کرتے، رؤف ورحیم کی بارگاہ سے رہائی کا اعلان کیا جاتا ہے، تم سب کے سب آزاد ہو۔

نبی آخرالزماں کا شاہی فرمان سن کر مجرمین دنگ رہ گئے اور فرط مسرت سے کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ اللہ کا فرمان: یَدْ خُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجاً کی عملی تفسیر ہونے لگی نعرہ ہائے تکبیر ورسالت سے مکہ کی پوری فضا گونج اٹھی۔

مسلمانو! سوچنے کی بات ہے وہ مکہ جہاں لا الہ الا اللہ کہنا سماج کا سب سے بڑا جرم تھا وہیں رسول کے اشارے پر عشاق جان نچھاور کر رہے تھے، جہاں بتوں کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہیں تھا۔ وہیں بتوں پر ہتھوڑے چل رہے تھے، جن لوگوں نے پیغمبر کو زخمی کیا تھا وہی لوگ خانہ کعبہ سے فرضی خداؤں کی لاش اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے اور ذرا بھی قلق محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ یہ ہے رسول عربی کا خلق عظیم جس کی مثال غیر ممکن ہے۔

راستی کی تیغ تھی جو تھی مسلمانوں کے پاس خنجر آہن نہیں یہ خنجر اخلاق تھا

اخلاق کا حسین پیکر

رسول باوقار کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کے سامنے ایک عظیم شخصیت کو پیش کیا جائے، جس میں اخلاق کے تمام فضائل جمع ہوں حدیث کے الفاظ ہیں: لاُ تَـمِّمَ مَکَارِمَ الْاَ خلاق میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تاکہ اخلاقی قدروں کا اتمام کروں۔ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ روح اللہ تک کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس میں جملہ محاسن اجتماعی طور سے موجود رہے ہوں کوئی ذات ایسی نہیں آئی ہے جس کو دعویٰ اور دلیل بنا کر پیش کیا جا سکے اگر ہیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رسول محترم نے قول سے زیادہ عمل کا درس دیا ہے۔ نور مجسم کے ہر گوشۂ حیات میں انسانیت کیلئے ایک سبق موجود ہے۔ اگر کسی سپہ سالار کو دیکھنا ہے تو احد اور حنین کے مقدس سپہ سالار کو دیکھئے یہاں بڑے بڑے جانبازوں کے قدم اکھڑ گئے لیکن رسول عربی کے پایۂ استقلال میں جنبش تک نہیں آئی کسی عابد اور زاہد کی تلاش ہے تو حرا کے گوشہ نشین کو دیکھئے۔ کسی تاجر کی شخصیت کا جائزہ لینا ہو تو یمن اور بصرہ کے تاجر پر نظر ڈالئے، کسی صادق اور امین کی جستجو ہے تو ہجرت مدینہ کے وقت اس واقعہ پر

نگاہ ڈالئے جب کہ کفار قریش جان سے مارنے کی فکر میں ہیں اور رسول مولائے کائنات علی مشکل کشا کو اپنے بستر ناز پر سونے کی ہدایت دے رہے ہیں اور امانتیں واپس کرنے کی تلقین کر رہے ہیں اگر شفیق باپ کی تلاش ہے تو خاتون جنت فاطمۃ الزہرا کے مقدس باپ کو دیکھئے، اگر محبت بھرے شوہر کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے فرض شناس شوہر کی زندگی کا مطالعہ کیجئے، اگر استاد اور معلم کی تلاش ہے تو صفہ کی درسگاہ کے عظیم معلم کو دیکھئے، اگر مساوات اور بھوک کی مثال دیکھنا چاہتے ہیں تو شہنشاہ کونین کی سیرت کا وہ ورق الٹئے جس پر جنگ خندق کا یہ واقعہ درج ہے کہ کسی صحابی نے بھوک کی شدت سے پیٹ پر بندھے ہوئے پتھر کو دکھایا تو اس وقت رسول کے شکم مبارک پر ایک کے بجائے دو پتھر بندھے ہوئے تھے، اگر کسی معاہدے کا مطالعہ درکار ہے تو صلح حدیبیہ اور میثاق مدینہ کی تاریخ پڑھئے، کتاب اللہ کی بنیاد پر رسول نے اپنے دور کی سب سے بڑی اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی سیاست کے چہرے کو دھویا، تہذیب و تمدن کی زلفوں کو سنوارا، جہالت کی اساس کو اکھاڑ پھینکا۔

الغرض آفتاب نبوت مہتاب رسالت اولوالعزم پیغمبر ہونے کی حیثیت سے منتہائے کمال پر نظر آ رہے ہیں جس کی مثال نہ مل سکی ہے نہ صبح قیامت تک مل سکتی ہے۔

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردہ سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

پڑھئے درود شریف: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ منبع العلمِ وَ الحلمِ وَالحِکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّم۔

خلق عظیم کا فیض

مجرم کسی کو قتل کر دیتا ہے تو پولس اس مجرم کو دفعہ ۳۰۲ کے تحت گرفتار کر کے جیل بھیج دیتی ہے سیشن کورٹ میں مقدمہ چلتا ہے مجرم ہار جاتا ہے لیکن ابھی پھانسی نہیں دی جاتی ہے۔ اس لئے کہ اپیل کے لئے ہائی کورٹ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ مجرم یہاں بھی ہار جاتا ہے لیکن ابھی پھانسی نہیں دی جاتی ہے اس لئے کہ ابھی سپریم کورٹ باقی ہے۔ مجرم یہاں بھی ہار جاتا ہے اور پھانسی کی سزا سنا دی

جاتی ہے چونکہ اس کے بعد کوئی کورٹ نہیں جہاں اپیل کی جائے ،لہٰذا مجرم اپنی زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے، مجرم ہر کورٹ سے ہارتا آرہا ہے اور سوچتا ہے کہ اب قانون عدل کی بنیاد پر نہیں بچ سکتا ہوں رحم وکرم کی بنیاد پر بچ سکتا ہوں، امید کی ٹمٹماتی روشنی نظر آتی ہے اور جاں بخشی کیلئے صدر جمہوریہ سے رحم وکرم کی بھیک مانگتا ہے اور صدر جمہوریہ اپنی ذمہ داری پر اس کا خون معاف کر دیتا ہے۔ کچھ سمجھا آپ نے ؟ یہ قانون کہاں سے لیا گیا ہے غور کیجئے یہ بھی ہمارے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی دین ہے۔

فتح مکہ کے دن عرب قانوناً قتل کے لئے جانے کے لائق تھے لیکن رسول نے سبھوں کو اپنے فضل وکرم کی بنیاد پر معافی دیکر بتادیا کہ ہم عدل بھی کرتے ہیں اور فضل بھی کرتے ہیں۔

تمہارے منھ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی　　فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی

جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی　　جو شب کو کہہ دیا دن ہے تو دن نکل آیا

میرا رسول مکہ میں فاتحانہ شان وشوکت سے داخل ہوا تھا تاریخ میں ایک بھی فاتح ایسا نظر نہیں آتا جس نے آبادیوں پر قبضہ کرنے سے پہلے دلوں کی سرزمین فتح کرلی ہو، جس نے قلعوں کی فصیل پر پرچم لہرانے سے قبل دلوں کی سرزمین پر اپنا جھنڈا نصب کر دیا ہو، جس نے آب وگل کی دنیا میں اپنا سکہ رائج کرنے سے پہلے دلوں کی اقلیم میں عقیدت ومحبت کا سکہ چلا دیا ہو اگر ایسا فاتح ہے تو رسول کائنات ہے، آمنہ کا لال ہے، عبداللہ کا لخت جگر ہے۔

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیم یارسول اللہ آپ کا اخلاق عظیم الشان ہے

خلق عظیم کے فائدے

خالق کائنات نے دنیا کیلئے فرمایا ہے: قُلْ مَتَاعُ الدُّنیا قَلِیل دنیا کا سامان بہت تھوڑا ہے۔ لیکن ہے کوئی جو اس تھوڑے کو شمار کرلے، ہے کوئی جو دنیاوی سازوں سامان کو محدود کرلے نہیں اور ہرگز نہیں! اب آیئے اور اخلاق مصطفٰے کے سلسلہ میں ربانی ارشاد ملاحظہ فرمایئے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیم یارسول اللہ آپ بڑے اخلاق والے ہیں۔ فرق محسوس کیجئے گا دنیاوی سامان کو قلیل کہا گیا اور اخلاق رسول کو عظیم کہا گیا اور انسان جب قلیل کو شمار نہیں کرسکتا تو عظیم کو کیسے

شمار کرسکتا ہے، معلوم ہوا کہ محبوب رب العلمین کے فضائل بے شمار ہیں۔

تھوڑی دیر کیلئے میں آپ کے اعمال کا جائزہ لینا چاہتا ہوں، اور سلف صالحین کی عظمت والی تاریخ کی طرف لے جانا چاہتا ہوں۔ اسلام کی حیرت انگیز ترقی کے اسباب کیا تھے، اکاسرہ کیوں مٹ گئے، قیاسرہ کو شکست فاش کیوں ہوئی، مٹھی بھر مسلمان سندھ کے ریگستانوں سے فرانس کی عشرت گاہوں تک کیسے چھا گئے لٹیرے فرماں روا کیسے بن گئے، بدوی اورنگ جہاں بانی پر کیسے جا بیٹھے وحشی فلسفہ اور حکمت کے اسرار و رموز کا درس کیسے دینے لگے، شرابیوں اور جواریوں میں بلا کی پاکیزگی کہاں سے آگئی تین سو ساٹھ بتوں کے پجاری ایک خدا، ایک رسول، ایک قبلہ، ایک مرکز، اور ایک نصب العین کے تخیل پر کیسے متحد ہوگئے، جہالت کی تمام رعنائیوں کو کیسے فراموش کر گئے، کفر کی زیبائشوں کو کیسے بھول گئے، بے راہ رو جذبات کے گھروندے لرزہ براندام کیونکر ہوئے، ناپاک سانسوں کی حرارت اسلامی جذبات میں کس طرح بدل گئی۔

اظہر من الشّمس ہے کہ یہ سب کچھ اخلاق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے، اخلاق مصطفےٰ کی ضیا پاشیاں ہیں، مصطفےٰ جان رحمت کا کرم ہے کہ خیر کا عمل تیز ہوگیا، انصاف کا نشتر ظلم وتشدد کا گلا کاٹنے لگا، ناجائز اختیارات کے صنم ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگے خاندانی فخر کے لات و منات بے وقار ہو کر پاش پاش ہوگئے اور نسلی غرور کا جنازہ نکل گیا۔

قوم مسلم سے ایک سوال

لیکن میں مسلمانوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اخلاق مصطفےٰ کی عظمت سے کتنا فائدہ اٹھایا ہے، آج مسلمانوں میں اخلاق کا فقدان نظر آرہا ہے، نفرت کی آگ ہر طرف سلگ رہی ہے، بھائی بھائی کا دشمن بنا ہوا ہے، باپ بیٹے میں اختلاف پیدا ہوگیا ہے، پڑوسی پڑوسی سے بیزار ہے، بدعملی کا حال یہ ہے کہ نہ نماز سے مطلب ہے نہ روزے سے، نہ حج سے مطلب ہے نہ زکوٰۃ سے، اگر مطلب ہے تو دولت سے، اگر مطلب ہے تو نوٹوں سے۔

کیا تاجدار کائنات نے مصائب و آلام اس لئے برداشت کئے تھے کہ قوم مسلم حق و باطل میں امتیاز نہ کرسکے، صدیق اکبر نے منکرین زکوٰۃ کی دھجیاں اس لئے اڑائی تھی کہ قوم مسلم عبادت سے

نا آشنا رہے، کیا فاروق اعظم نے باغیان اسلام کی گردنیں اس لئے مروڑی تھیں کہ قوم مسلم احقاق حق اور ابطال باطل سے بے پرواہ ہو جائے۔ کیا عثمان ذوالنورین نے مدینۃ الرسول میں خون بہانا اس لئے پسند نہ فرمایا تھا کہ کوچۂ محبوب کے وقار کو دل میں جگہ نہ دی جائے، کیا حیدر کرار نے فقر و فاقہ کو اس لئے گلے لگایا تھا کہ قوم نفس پرستی میں مبتلا ہو جائے، کیا کربلا کے میدان میں امام حسین نے اس لئے گردن کٹوائی تھی کہ قوم میں فسق و فجور پیدا ہو جائے۔

نہیں! اور ہرگز نہیں! ان برگزیدہ حضرات نے اس لئے قربانیاں دیں تاکہ قوم مسلم حق کو حق جانیں، باطل کو باطل سمجھے، حلال کو حلال سمجھے حرام کو حرام جانے، اور شمع نبوت کے ارشاد پر جان نچھاور کرتی رہے۔

محمد یعنی وہ نقش نخستیں کلک فطرت کا کیا جس نے مکمل نسخۂ اخلاق انسانی
بنائے آسماں بھی جس زمیں پر ڈگمگاتی تھی محمد تھے کہ ان کے پاؤں میں لغزش نہ آتی تھی

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یا حبیب اللہ آپ عظیم الشان اخلاق والے ہیں۔

اور ہونا بھی چاہیئے اس لئے کہ نور مجسم کے جود و عطا سے بزم ہستی نے وجود کا لباس پہنا۔ رسول اعظم کی نظر کرم نے زلف کائنات کے پیچ و خم کو سنوارا۔ حبیب اکرم کے پتوار رحمت نے دنیا کے ڈوبتے سفینے کو ساحل نجات سے لگایا اور اخلاق مصطفےٰ کے صدقہ کائنات کو ہمیشہ بھیک ملی ہے اور قیام قیامت تک عظیم الشان بھیک ملتی رہے گی۔

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

اخلاق نبوی اور انسان

شرعی اور اخلاقی ضابطے کی پابندی کو انسان کہتے ہیں حیوان کسی قاعدے کا پابند نہیں ہوتا، لہٰذا افراد حیوان میں اخلاق کے ہر شعبہ کا فقدان ہے باپ بیٹے کے درمیان، ماں بیٹی کے مابین، ساس بہو کے بیچ، ماموں بھانجے کے ساتھ، میاں بیوی کا سلوک، بھائی بھائی کا برتاؤ، دادا پوتے کا رشتہ، چچا بھتیجے کا میل ملاپ، عزیز عزیز کی صلہ رحمی، پڑوسیوں کا حسن سلوک، آقا اور غلام کا معاملہ، عوام و خواص کا معیار، خلوت و جلوت کا انداز، معاشرہ کی تشکیل و تحسین، تہذیب و تمدن کی اچھائی، ثقافت کا سدھار

وغیرہ وغیرہ میں اخلاق مصطفٰے نے نمایاں کردار ادا کیا ہے، اور انسان کو شرعی بندھن میں باندھ دیا ہے، فطری اصولوں میں جکڑ دیا ہے تاکہ عباد تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کے شاہکار بن جائیں، دنیا جادۂ مستقیم سے ہمکنار ہو جائیں اور رب تعالیٰ کی بے پایاں رحمت آغوش محبت میں لے لے۔

چنانچہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ نے عظمت اخلاق مصطفٰے کی شاندار گواہی دی، ام المومنین عائشہ صدیقہ نے عمر بھر اخلاق نبوی کے گن گائے، انس بن مالک نے اخلاق رسول سے متاثر ہو شاندار بیان دیا۔ ابوطفیل صحابی نے اخلاق نبی کی شہادت بانگ دہل دی، زید بن حارثہ نے خلق عظیم کی حلاوت کی اطاعت کی، عاویہ بن حکم نے مجتبیٰ کی طہارت کی صفائی دی، ذوالخویصرہ اخلاق محمدی پر جی جان سے قربان ہوئے۔ یہ بارگاہ رسالت کے تلامذہ ہیں یہ سب اپنے ہیں، اب غیر کی سنیئے، ایمان کی لازوال دولت سے قبل بدنام زمانہ ابوسفیان نے ہرقل کے دربار میں اخلاق رسول کی عمدہ شہادت دی، بہر حال عکرمہ بن ابوجہل ہو یا صفوان بن امیہ، صنادید قریش ہوں یا دشمنان نبوت، صحابی ہو یا غیر صحابی اچھے سے اچھے پیرائے میں ہر ایک نے خلق عظیم کو سراہا ہے اور اسلام کی آغوش عاطفت میں شامل ہونا ہی کونین کی کامرانی کا راز سمجھتے رہے ہیں۔

عظیم الشان اخلاق

ھادیٔ اعظم کی عبقری شخصیت سمجھنے کیلئے منٰی کی وادی میں لے چل رہا ہوں، منٰی کے سنگلاخ میدان میں مخلص باپ مخلص بیٹے کو رضائے الٰہی کی خاطر ذبح کر رہا ہے۔ ابلیس لعین کی شیطنت حسد کی تپش سے پگھل کر سفینۂ دل پر پھیل جاتی ہے اور تلملا کر روکنے کی ناپاک جدوجہد کرتا ہے۔ بری طرح ناکام رہتا ہے، ایک مینڈھے کو ذبیح اللہ کی جگہ فدیہ بنا دیا جاتا ہے ''وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ وَّتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ '' اور ہم نے ایک عظیم ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسمٰعیل کو بچالیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی۔ خدا کی نظر کرم میں یہ فدیہ عظمت والا ہے۔

میں پوچھتا ہوں کیا اس دنبہ میں عظمت اس لئے آئی کہ وہ مینڈھا جنتی تھا؟ وہ مینڈھا اس لئے عظیم ہوا کہ فرشتوں کے ہاتھوں لایا گیا تھا؟ وہ مینڈھا اس لئے افضل ہوا کہ اسے فدیہ بنایا گیا؟ منٰی کے میدان میں وہ مینڈھا اس لئے عظیم الشان ہوا کہ خلیل اللہ نے قربان کیا تھا؟ حقیقت

میں وہ مینڈھا اس لئے عظیم الشان ہوا کہ اسے فدیہ بنایا گیا، عالی مرتبت انبیاء کا جسمانی اعتبار سے وہ مینڈھا عوض تھا اسماعیل ذبیح اللہ کا، روحانی اعتبار سے فدیہ تھا محمد رسول اللہ کا، ذبیح اللہ عمر میں بڑے اور رتبے میں چھوٹے تھے، محمد رسول اللہ عمر میں چھوٹے، رتبے میں بڑے تھے، وہ مینڈھا ایک طرف باپ کا فدیہ بن رہا تھا تو دوسری طرف بیٹے کا عوض تھا، غور کیجئے ذبیح اللہ کی شان عظمت نشان کیلئے قرآن کا فرمان ہے ''وَفَدَیۡنَاهُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡم '' اور حبیب اللہ کیلئے قرآن کا اعلان ہے۔ ''اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم '' تو مطلب یہ ہوا کہ عظیم الشان باپ کا فدیہ عظیم الشان ہے اور عظیم الشان بیٹے کا فدیہ عظیم الشان ہے۔ اخلاق عظیم الشان ہے۔

تیسری تقریر

فضائل اولیاء اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِىْ كِتَابِهِ الْعَظِيْمِ وَخِطَابِهِ الْقَدِيْمِ٥

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

محمد یعنی وہ حرف نخستیں کلک فطرت کا — کیا جس نے مکمل نسخۂ اخلاق انسانی
نہ جانے حسن ہے یا عشق اتنا جانتا ہوں میں — مجھے کھینچے لئے جاتا ہے کوئی جذبہ پنہانی
کہاں کا دشت ایمن طور کیا برق تجلی کیا — یہ سب کچھ تھی جمال مصطفیٰ کی پرتو افشانی
نمود شان ربانی ظہور نور یزدانی — خدا کا دوسرا کوئی نہ کوئی آپ کا ثانی
تراشہ جس کے ناخن کا ہلال چرخ گردونی — غسالہ جس کے دھوون کا زلال آب حیوانی
وہ ناطق جس کے آگے مہر برلب بلبل سدرہ — وہ امّی جس کے آگے عقل کل طفل دبستانی
ہمارے دین کی حقانیت کے دونوں شاہد ہیں — معین الدین اجمیری، محی الدین جیلانی

بادۂ توحید کے متوالو، شمع رسالت کے پروانو، غوث اعظم کے دیوانو، اولیائے امت کے جاں نثارو، شہداء ملت کے طلبگارو!

انیس الغریبین، مراد المشتاقین، شفیع المذنبین، اکرم الاولین، افضل الآخرین، جان عالمین،

طٰہٰ ویٰس، رحمۃ للعالمین، مصباح المقربین، سراج السالکین، شمس العارفین، راحت العاشقین، محبوب رب العالمین، خاتم النبیین، سید المرسلین، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کیجئے اور غلامی کا ثبوت دیتے ہوئے جھوم جھوم کر پڑھئے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَم منبع اِلعِلمِ وَ الحِلم وَالْحِکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّم صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

تمہیدی کلمات

اس دنیا کا عجب حال ہے، جس طرف نظر اٹھا کر دیکھئے خوف ہی خوف کا عالم ہے اور ہر طرف ڈر ہی ڈر کا دور دورہ ہے، اونچے اونچے سر بفلک پہاڑ سینہ تانے کھڑے ہیں اور اپنی پائیداری پر نازاں ہیں مگر ہر وقت خوف ودہشت سے لرزاں ہیں اور ڈر رہے ہیں کہ کوئی سنگ تراش نہ آ رہا ہو۔

ہرے بھرے تناور درخت اپنے پھلوں اور پھولوں کی رعنائیوں کے ساتھ شاداب وشاداں ہیں مگر ان کا پتہ پتہ خوف زدہ ہے کہ کوئی کلہاڑی والا نہ آ رہا ہو۔ زمین پر لہلہاتی ہوئی گھاس لرزہ بر اندام ہے کہ کہیں چار پیر والا نہ آ رہا ہو، اور چار پیر والا اس خوف سے بھاگا پھر رہا ہے کہ کہیں بسم اللہ اللہ اکبر والا نہ آ رہا ہو۔ آفتاب عالم تاب پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا ہے مگر اس خوف سے زرد ہو رہا ہے کہ کہیں گہن نہ لگ جائے، ستارے ضرور مسکرا رہے ہیں مگر اس خوف سے کانپ رہے ہیں کہ کہیں صبح کی سپیدی نمودار نہ ہو جائے۔

اسی طرح کمزور طاقتور سے ڈر رہا ہے۔ مزدور سرمایہ دار سے خوف کھا رہا ہے، سرمایہ دار انکم ٹیکس آفیسر سے کانپ رہا ہے، مجرم پولس سے تھرا رہا ہے، اور پولس والے اپنے اوپر والے سے ڈر رہے ہیں۔ الغرض اس دنیا میں جمادات ہوں یا نباتات، حیوانات ہوں یا فضائی کائنات، عالم اعلیٰ ہو یا عالم اسفل زمین سے آسمان تک خوف ہی خوف کا راج ہے، ڈر ہی ڈر کا دور دورہ ہے۔

مگر اس خوف وہراس سے بھری ہوئی دنیا میں اسی آسمان کے نیچے، اسی زمین کے اوپر خدا کی ایک ایسی مخلوق بھی آباد ہے جس کو کسی چیز کا خوف نہیں ہے۔ کسی چیز کا ڈر نہیں ہے، وہ ہر جگہ بے خوف ہے ہر حال میں بے غم ہے، انھیں صرف خدا کا خوف ہے اور ساری خدائی ان سے خوف زدہ

ہے۔آپ کہیں گے کہ ساری خدائی سے نڈر اور صرف خدا سے ڈرنے والے لوگ کون ہیں، ان کا نام کیا ہے تو سنیے ان کا نام ہے اولیاء اللہ یہ خدا کے نیک بندے ہوتے ہیں۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ.

بیشک اللہ کی ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم

خدا سے ڈرنے والا کسی سے نہیں ڈرا کرتا ہے، اس لئے کہ دو خوف جمع نہیں ہو سکتے یا تو خدا کا خوف ہوگا یا مخلوق کا خوف ہوگا، اور میں دیکھتا ہوں کہ خدا سے نہ ڈرنے والا دنیا کی ہر چھوٹی بڑی طاقت سے ڈرا کرتا ہے، معلوم ہوا کہ خدا سے ڈرنا خود سب سے بڑی طاقت ہے اللہ کے ولیوں کو کسی چیز کا غم بھی نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ نعمت نہ ملنے سے انسان غمگین ہوتا ہے اور خدا کا دیدار سب سے بڑی نعمت ہے اور اولیاء اللہ فنا فی اللہ ہو کر اس نعمت کو حاصل کر لیتے ہیں جس کی نظیر نہ مل سکتی ہے نہ حاصل کی جا سکتی ہے۔ پھر غمگین ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

رسائی اہل دل کی ہے جہاں تک خرد والے نہ پہونچیں گے وہاں تک

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ.

بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم

آئندہ ہونے والے خطرہ کو خوف کہتے ہیں اور گذشتہ نقصان کے رنج کو غم کہا جاتا ہے تو مفہوم یہ نکلا کہ اولیاء اللہ کو نہ آئندہ کا خوف ہے نہ گذشتہ کا غم، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اولیاء اللہ کو خوف ہوتا ہے اور بہت ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے اسلئے کہ خوف ایمان میں داخل ہے۔ اولیاء اللہ کو اور کسی کا خوف ہو نہ ہو خدا کا خوف ہوتا ہے۔ پھر اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. کا کیا مطلب ہوگا جس میں خوف کی نفی کی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خوف دو طرح کا ہوتا ہے۔ مفید خوف، مضر خوف اور آیت کریمہ میں نقصان دہ خوف کی نفی ہے مفید خوف کی نہیں اس لئے کہ خدا کا خوف مضر نہیں ہوتا مفید ہوا کرتا ہے۔

علم نفسیات کے اعتبار سے خوف اسے ہوتا ہے جو کمزور ہوتا ہے طاقت والے کو خوف نہیں ہوتا، حدیث قدسی اولیاء اللہ کے طاقت ور ہونیکی تصریح کر رہی ہے کہ جو بندہ خدا والا ہو گیا خدا اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے خدا اس کا پیر ہو جاتا ہے، خدا اس کا کان ہو جاتا ہے، خدا اس کی آنکھ ہو جاتا

ہے۔خدا اس کی زبان ہو جاتا ہے۔مطلب یہ ہوا کہ ہاتھ ولی کا ہوگا کام خدا کا ہوگا۔ پیر ولی کا ہوگا چلنا خدا کا ہوگا۔ کان ولی کا ہوگا سننا خدا کا ہوگا، زبان ولی کی ہوگی بات خدا کی ہوگی ان کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے قبول کی جاتی ہے۔

ولی اللہ بے شک مظہر شان الٰہی ہیں جو ان کے منھ سے نکلے عین فرمان الٰہی ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَم منبع اِلعلمِ وَ الحلِم وَالحِکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّم صَلوٰۃً وَّسَلَاماً عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

ایک تمثیل

آپ نے دیکھا ہوگا کہ بجلی کے کھمبوں پر ایک لال تختی لگی ہوتی ہے اور سفیدی سے لکھا ہوتا ہے، ہوشیار سا وَدھان خطرہ ہے۔

یعنی اے راستہ چلنے والو! اے لوگو! بجلی کے کرنٹ سے اندھیرے گھر کو روشن رکھنا مگر اس سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا یہ عام کھمبوں کی طرح نہیں ہے اس کے اوپر بجلی کا تار ہے اور اس تار میں بجلی کا کرنٹ ہے، اس سے ٹکرانے کی کوشش کروگے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

بلا تمثیل رب ذوالجلال نے اپنے مخصوص بندے اولیاء کا تعارف حرف تنبیہ الا اور حرف اِنَّ لا کر اشارہ فرما دیا کہ میرے اولیاء سے دل کے اندھیرے گھر کو روشن رکھنا اور ان کے فیض باطنی سے مستفیض اور مستنیر ہونا مگر ان سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا اس لئے کہ یہ عام لوگوں کی طرح نہیں ہیں ان میں مدینہ کے ہائی پاور ہاؤس کا ایمانی کرنٹ رواں دواں ہے ان سے الجھنے کی کوشش کروگے ہلاک ہو جاؤ گے بجلی کے کھمبوں سے ٹکرانے میں جسم و جان کا خطرہ ہے اور اولیاء اللہ سے ٹکرانے میں اذعان وایمان کا خطرہ ہے۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم

حضرت جنید بغدادی کی کرامت

کرامت ولایت کا معیار نہیں ہے اس کے باوجود بعض اولیاء کرام سے کرامت صادر ہوئی

ہیں۔ ہوا ہو، یا مٹی آگ ہو یا پانی، سب کچھ ان کے زیر نگیں ہے اور اللہ کی عطا کردہ طاقت سے اولیاء اللہ ہر چیز پر حکومت کرتے ہیں۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دریا دجلہ پر مصلّی بچھاتے تھے اور آپ اس پر تشریف فرما ہو جاتے، اور وہ مصلّی تیرتا ہوا آپ کو کنارے پر پہونچا دیتا تھا، ایک بار نہیں بارہا ایسا ہوتا رہا ہے بلکہ کبھی کبھی تو آپ کافی دیر مصلّی پر دریا کے درمیان کھڑے رہتے تھے۔ معلوم ہوا کہ اولیاء کی حکومت پانی پر بھی ہوا کرتی ہے، ایک دن دور سے ایک آدمی نے دیکھا اور سمجھا کہ کوئی ملاح کشتی لئے جا رہا ہے اسے بھی دریا پار کرنا تھا قریب آکر آواز دیتا ہے، اے ملاح مجھے بھی اس پار جانا ہے۔ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا جلدی آجاؤ ہم دنیا میں اسی لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ گنہگاروں کو ساحل نجات سے ہمکنار کر دیں۔ اس نے قریب آکر دیکھا اور شرمندہ ہو گیا عرض کرتا ہے۔ حضور میں نے سمجھا تھا کوئی ملاح ہوگا مجھ سے غلطی ہوئی آپ کے ہونے کا گمان بھی نہیں تھا۔ حضرت جنید نے چہرے پر نظر ڈالی اور پہچان گئے کہ یہ شرمسار ہو گیا ہے فرمایا تجھے دریا پار کرنے سے مطلب ہے کشتی اور ملاح سے کیا واسطہ، اس نے عرض کیا حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فرمایا میرے مصلے پر کھڑے ہو جاؤ اور یا جنید یا جنید کہتے چلو، چونکہ ولی اللہ کا حکم تھا مان گیا اور مصلے پر کھڑا ہو گیا، دل کانپ رہا تھا اور ڈوبنے کے خوف سے بدن تھرا رہا تھا، آپ نے فرمایا ڈرو مت اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو، اس طرح مصلّی پانی پر تیر رہا ہے اور دونوں کو تیرا رہا ہے، وہ شخص یا جنید یا جنید کا ورد کرتا ہے، مصلّی جب دریا کے بیچ پہونچتا ہے وہ اپنا ورد بدل دیتا ہے یا جنید یا جنید کہنے کے بجائے یا اللہ یا اللہ کہنے لگتا ہے جوں ہی اس نے یا جنید یا جنید کا وسیلہ چھوڑا ڈوبنے لگا، حضرت جنید نے پکڑا باہر نکالا اور فرمایا تم نالائق ہو ابھی تم جنید ہی تک نہیں پہونچ پائے ہو خدا تک کیسے پہونچ سکتے ہو، خبردار! اب ورد بدلنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ انجام بدل سکتا ہے۔ اس طرح پھر اس نے یا جنید یا جنید کہنا شروع کیا اور ساحل نجات تک خیر و عافیت کے ساتھ پہونچ گیا۔ کیا سمجھے آپ؟ اللہ کے ولی جنید تابعی نہیں تھے، صحابی نہیں تھے، نبی نہیں تھے، ولی تھے، لیکن ان کی کرامت تو دیکھئے پانی کا سینہ چاک کر کے دریا کی روانی سے اپنی حکومت کا لوہا منوا کر موجوں کی طغیانی سے بچ کر خود بھی ساحل سے جا لگتے ہیں اور جو ان کا دامن تھام لیتا ہے اسے بھی گھاٹ پار اتار دیتے ہیں،

جب ولی کا یہ عالم ہے تو نبی کا عالم کیا ہوگا۔ ہے کوئی جوان کی ولایت کی عظمت کا اندازہ لگا سکے۔ نہیں اور ہرگز نہیں! تو نبی کی نبوت کی عظمت کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ دوسری بات عین درمیان دریا میں وہ کیوں ڈوبنے لگا تھا محض اس لئے کہ اس نے ولی اللہ کا وسیلہ ترک کیا تھا لہٰذا جو نبی کا وسیلہ ترک کرے گا اس کا عالم کیا ہوگا۔ وہ بدرجہ اولیٰ سب سے پہلے ہلاک ہوگا۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ بہت ضروری ہے جب وسیلہ کے بغیر دنیاوی دریا میں کوئی ساحل تک نہیں پہونچ سکتا تو وسیلہ کے بغیر ایمانی کشتی بھی ساحل نجات سے نہیں لگ سکتی ہے۔

تمنا درد دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں سے

علماءکرام اور اولیاءعظام

آسمان کی زینت چاند اور تاروں سے ہے تو زمین کی زینت اولیاء اللہ سے ہے، ظاہری نور چاند و سورج سے ملتا ہے اور باطنی نور اولیاء اللہ سے ملتا ہے، کشتی بغیر ملاح کے نہیں چل سکتی ہے اسی طرح حیات کی کشتی اولیاء اللہ کے بغیر منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکتی ہے۔ جس طرح جسم کے درمیان رگوں سے رشتہ قائم ہے اسی طرح اولیاء اللہ کے ذریعہ نبی اور امت کے درمیان ایمانی رشتہ قائم ہے، اس لئے کہ اولیاء، اللہ کے رسول کے زندہ معجزہ ہوا کرتے ہیں اس لئے کہ اولیاء اللہ کے کمال سے رسول کے کمال کا پتہ چلتا ہے۔ عام لوگ دنیا میں آتے ہیں اور انبیاء، اولیاء دنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔ آنے اور بھیجے جانے میں فرق ہے اس لئے کہ آنا اپنی ذمہ داری پر ہوتا ہے اور بھیجنا بھیجنے والے کی ذمہ داری پر ہوتا ہے۔ ظاہری عضو کو پاک کرانا علماء کا کام ہے اور دل کا پاک کرانا اولیاء کا کام ہے۔ سر کا جھکا دینا علماء کا کام ہے اور دل کا کعبہ میں جھکا دینا اولیاء اللہ کا کام ہے علماء پڑھاتے ہیں اولیاء پلاتے ہیں، ایمان کی لازوال دولت علماء سے ملتی ہے اور ایمان کی حفاظت اولیاء اللہ سے ہوتی ہے۔ شریعت کے حامل کو علماء کہتے ہیں اور طریقت کے حامل کو اولیاء کہتے ہیں ۔علماء کے دربار میں زبان سنبھال کر رکھنا چاہیئے اور اولیاء کی بارگاہ میں دل سنبھال کر رکھنا چاہیئے، اس لئے کہ اولیاء دل کے خطرات سے واقف ہوتے ہیں۔ علماء کا درس ایک مدت میں حاصل ہوتا

ہے اور اولیاء کی ایک نگاہ کرم سے منٹوں میں دل کی دنیا بدل جایا کرتی ہے، علماء سناتے ہیں اولیاء کر کے دکھاتے ہیں، جہاں شریعت ختم ہوتی ہے وہیں سے طریقت شروع ہوتی ہے۔

سچا عالم وہ ہے جو فرمان الٰہی اور فیضان الٰہی دونوں کا جامع ہو، جاہل کے مقابلہ میں شیطان عالم کو زیادہ ورغلاتا ہے۔ کسی مذہب میں عالم کا ہونا حقانیت کی دلیل نہیں ہے مگر ولی کا ہونا حق ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ عالم رسول کی سناتا ہے اور ولی رسول کو دکھاتا ہے، میدان محشر میں سبھوں کو خوف ہوگا اور اولیاء اللہ بے خوف ہوں گے اس لئے کہ اور لوگ حساب دینے جائیں گے اور اولیاء حساب لینے جائینگے۔ سراج الاولیاء علامہ جلال الدین رومی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

لوح محفوظ اولیاء اللہ کی نگاہوں میں ہے اس لئے کہ یہ حضرات گناہوں سے محفوظ ہیں۔

اَلا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُوْنَ.

بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم

مسلمانو! اللہ سے خوف کرو اس لئے کہ خوف الٰہی کا نتیجہ رضائے الٰہی ہے اور رضائے الٰہی کا نتیجہ دیدار الٰہی ہے۔ جس مبارک بندے کو دیدار الٰہی نصیب ہوگیا اس کے نزدیک جنت ایسی ہے جیسے مشک وعنبر کے سامنے مٹی کا تودہ۔ عاشقان مصطفےٰ دیدار الٰہی کی ایک جھلک پر آٹھوں جنت کو قربان کر دیا کرتے ہیں۔

غوث اعظم کی نگاہ ولایت

غوث الثقلین سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار سے گذر رہے ہیں۔ جسم پاک پر قیمتی قبا ہے ایک چور اس قباء کو دیکھ لیتا ہے اور آپ کے پیچھے ہو لیتا ہے تاکہ کسی طرح وہ قبا چرا سکے۔

غوث اعظم اپنے حجرۂ ولایت میں داخل ہوتے ہیں اور کسی طرح چور بھی اندر داخل ہو جاتا ہے۔ غوث اعظم نے قبا اتار کر رکھی اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ چور کو موقع ملتا ہے، چپکے

سے اٹھا قبا بغل میں دبا کر دروازے پر پہونچ جاتا ہے، دروازہ بند پاتا ہے، اندھیری کوٹھری ہے، چور دیواروں پر ہاتھ مار مار کر دروازہ تلاش کر رہا ہے۔ مگر دروازہ نہیں مل پا رہا ہے۔ ملتا کیسے، غوث پاک کا پاک در اور گھر تھا ادھر وہ چور دروازہ تلاش کر رہا تھا اور غوث اعظم اس کے لئے ولایت کا دروازہ کھول رہے تھے۔ آپ نماز سے فارغ ہوتے ہیں اور دروازے پر دستک کی آواز آتی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کون ہے۔ جواب ملتا ہے۔ انا بلیا من ملکان۔ سیدنا خضر کا اسم گرامی ہے۔ یعنی میں خضر ہوں، دروازہ کھول دیا گیا۔ اندر تشریف لے آتے ہیں۔ خضر نے فرمایا فلاں علاقہ کا ابدال وصال کر گیا ہے۔ اس علاقہ کیلئے ابدال لینے آیا ہوں۔ چور اندر چھپا بیٹھا ہوا ہے اور خوف و دہشت سے بے حال ہو رہا ہے۔ اسے یقین ہو گیا ہے کہ اب پکڑا جاؤں گا، جکڑا جاؤں گا۔ لیکن چور نہ پکڑا جاتا ہے نہ جکڑا جاتا ہے۔ اس لئے کہ مستند ولی کی بارگاہ عالی پناہ میں ہے جسکی شان ہے:

اَلا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ.

اولیاء اللہ خود بے خوف ہوتے ہیں اور جو ان کی بارگاہ میں پناہ گزیں ہو گیا نسبت کے باعث وہ بھی بے خوف اور بے غم ہو جایا کرتا ہے۔ غوث اعظم نے فرمایا صبح کسی کو مقرر کر دیا جائیگا۔ حضرت خضر نے جواب دیا صبح تک اگر وہ علاقہ ہلاک ہو گیا تو ذمہ دار کون ہوگا۔ غوثیت مآب کے بحر بیکراں میں رحم و کرم کی موج اٹھتی ہے اور فرماتے ہیں اچھا جایئے گوشہ میں ایک ابدال موجود ہے انھیں لے جایئے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

سیدنا خضر کونے میں تشریف لا کر مخاطب ہوتے ہیں۔ اے ابدال ہمارے ساتھ چلئے۔ چور بول پڑتا ہے میں ابدال نہیں ہوں چور ہوں۔ حضرت خضر جواب دیتے ہیں ٹھیک ہے ابھی تک آپ چور تھے، ڈاکو تھے، غوث کی نگاہ کرم سے اب ابدال ہو گئے۔

اولیاء اللہ کی جناب میں دیر ہی کیا لگتی ہے، نگاہ اٹھتی ہے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا۔ معلوم ہوا کہ نگاہ کرم سے ہونے والے ولی کے لئے متقی ہونا بھی شرط نہیں ہے۔ اس لئے کہ ولایت کبھی تقویٰ سے ملتی ہے اور کبھی ولایت کے بعد تقویٰ آتا ہے۔

سامعین کرام! غوث اعظم کی نگاہ نے منٹوں میں چور کو ولی بنا دیا تو رسول اعظم کی نظر کرم کا

عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

حضرت بشر حافی کی کرامت

حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ والرضوان اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ جب آپ راتوں میں قام اللیل کیلئے کھڑے ہوتے تھے تو تھک کر گر جاتے تھے اور پاؤں پر ورم آجاتا تھا۔ اس کے باوجود عبادت الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ کی توبہ عجیب وغریب ماجرہ پیش کرتی ہے۔ تائب ہونے سے قبل بشر حافی شراب کا کاروبار کررہے تھے۔ مختلف شہروں میں مختلف کارخانے چل رہے تھے، جہاں شراب کشید کی جاتی تھی شراب کے کاروبار سے آپ نے لاکھوں روپے کمائے تھے اور شراب نوشی کے باعث خوف خدا ان کی دل سے بالکل نکل چکا تھا لیکن فضل الٰہی تو دیکھئے۔

رحمت حق بہانمی جوید بہانہ می جوید

جب خالق عالم کسی کو نوازنا چاہتا ہے تو شرابی کو ولی بنا دیتا ہے ایک دن آپ شراب خانہ جا رہے تھے راستے میں کاغذ کا ایک ٹکڑا املاا س پر لکھا ہوا تھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم ادب و احترام سے اس ٹکڑے کو اٹھالیا، دل میں خیال آتا ہے میں اس شان وشوکت سے رہوں اور رب قدیر کا پاک نام قدموں کے نیچے ہو اس ٹکڑے کو گھر لے آئے، عطر میں بسایا، خوشبو لگائی اور بوسہ دے کر بلند مقام پر رکھ دیا، مؤدبانہ انداز میں سامنے کھڑے ہوگئے اور عرض کیا اے میرے پروردگار کے مقدس نام تیرا مقام وہ نہیں تھا یہ ہے بشر حافی اپنے گھر میں الحاح وزاری کررہے ہیں اور خدا کی رحمت عرش بریں پر مچل رہی ہے، اللہ جل جلالہ کو یہ بات پسند آگئی اور فرشتوں سے فرمایا بشر نے میرے نام کو بلند کیا ہے ہم بشر کا نام بلند کریں گے، میرے نام کو بوسہ دیا ہے، ہم شراب نہ پینے دیں گے، میرے نام کو عطر میں بسایا ہے ہم اس کو رحمت کے عطر میں بسائیں گے۔ بشر ابھی

تک شیطان کا تھا اب رحمٰن کا ہو گیا۔

آپ شراب خانہ تشریف لے جاتے ہیں۔ ابھی جوتا اتار کر بیٹھے ہی تھے کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ بشر نے نوکروں سے کہا کہہ دو یہ ملاقات کا وقت نہیں ہے پھر کسی وقت آنا۔ آنے والے نے کہا بشر سے کہہ دو میں اللہ کا قاصد ہوں اور اللہ کا پیغام سلام لے کر آیا ہوں۔ کان میں آواز پہونچی اور دل کی دنیا بدل گئی۔ سوچنے لگے مولا میں تیری رحمت کے قربان تمام عمر تو نافرمانی میں گذری صرف بسم اللہ کو بلند مقام پر رکھا ہے تو خدا کا پیغام سلام آگیا۔ کاش پوری عمر اور عمر کا لمحہ لمحہ یاد الٰہی میں گذرتا تو اس کے فضل و کرم کا عالم کیا ہوتا۔

یہ سوچا اور ننگے پیر دروازے کی طرف دوڑ گئے، دروازہ کھولا تو ششدر و حیران رہ گئے اس لئے کہ اللہ کا فرستادہ قاصد اسی علاقہ کا ایک قطب تھا۔ قطب ربانی نے بڑھ کر سینے سے لگالیا اور پیغام تہنیت سنانے لگے۔ بشر نے تمام شراب خانوں کو آگ لگادی اور سچے دل سے توبۃ النصوح کرلی۔

ظاہر ہے کہ جس کو شراب معرفت کا جام مل چکا ہو دنیا اس کی نگاہ میں حقیر سے حقیر تر دکھائی دینے لگتی ہے۔

سچے دل سے توبہ کرنے والا ولیوں کا تاجدار بنادیا گیا اس کے بعد بشر نے ساری زندگی جوتا نہیں پہنا، ننگے پاؤں رہتے تھے اور حافی عربی لفظ ہے جس کا ترجمہ ہے ننگے پیر والا اسی لئے آپ کو حافی سے یاد کیا جاتا ہے۔ کسی نے حضرت بشر حافی سے پوچھا۔ آپ ننگے پیر کیوں رہتے ہیں آپ نے جواب دیا جب میرے پروردگار کا پیغام سلام آیا تھا تو میں ننگے پاؤں بیٹھا تھا شاید میرے خدا کو میری وہی ادا پسند آگئی ہو۔

کچھ دنوں بعد ایک دوسرے نے پوچھا حضور آپ جوتا کیوں نہیں پہنتے اللہ کا ولی جواب دیتا ہے زمین خدا کا فرش ہے اور فرش الٰہی پر جوتا چپل پہن کر چلنا بے ادبی سمجھتا ہوں۔ اللہ کو بشر حافی کی یہ دوسری ادا پسند آگئی اور اس علاقہ کے جانوروں کو حکم دے دیا کہ راستہ پر لید اور پیشاب نہ کریں کہیں میرے بشر کا پیر ناپاک نہ ہو جائے۔

کشف ہو تجھ پر کسی کامل سے مل
آئینہ ہوتا ہے اہل دل کا دل

مگر بدمذہبوں کی عقل کب آگاہ ہوتی ہے
ولی اللہ میں شان جلال اللہ ہوتی ہے

سلاسل اربعہ کی شان

اولیائے طریقت سب کے سب مقبول بارگاہ ہوتے ہیں، مگر جماعتیں مختلف ہوتی ہیں، نام الگ الگ ہوتے ہیں لیکن کام سبھوں کا ایک ہوتا ہے سلاسل اربعہ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی وغیرہ آپ انھیں اس طرح سمجھئے کہ تمام دریا سمندر کے پانی سے بنتے ہیں اور مختلف گذر گاہوں سے ہوکر پھر سمندر ہی میں ضم ہوجاتے ہیں۔

مثلاً جمنا سے گذرنے والا پانی جمنا کہلاتا ہے۔ گنگا سے گذرنے والا پانی گنگا کہلاتا ہے۔ دریائے نیل سے گذرنے والا پانی دریائے نیل کہلاتا ہے لیکن یہ سب کے سب دریا سمندر ہی میں ملتے ہیں۔ پتہ چلا کہ سب کا مبدا اور منتہا ایک ہے صرف گذرگاہ کے اعتبار سے نام کا فرق کردیا گیا ہے بلاتمثیل ولایت کے تمام دریا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں جاری ہوئے اور سب رسول ہی تک پہونچتے ہیں۔ ایک بات اور سمجھئے کہ دریا بہتا ہے تو کھیت سیراب ہوتا ہے، باغ کی سینچائی ہوتی ہے۔ ہریالی آتی ہے قحط دور ہتا ہے، مگر نبوت کے دریا سے روح سیراب ہوتی ہے دل کی سینچائی ہوتی ہے عمل و کردار کو پاکیزگی ملتی ہے ایمان کا قحط دور ہوتا ہے۔

جو دریا غوث اعظم کے سینہ بے کینہ سے ہوکر گزارا ہے اسے قادری کہتے ہیں، جو دریا خواجہ اجمیری کے مقدس سینہ سے ہوتا ہوا گذرا ہے اسے چشتی کہتے ہیں، جو دریا خواجہ بہاء الدین نقشبندی کے سینہ ولایت سے ہوکر گذرا ہے اسے نقشبندی کہتے ہیں۔ جو دریا خواجہ شہاب الدین سہروردی کے پاک سینہ سے ہوکر گذرا ہے اسے سہروردی کہتے ہیں۔

اسی طرح ولایت کا یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا دریا میں بہنے والے کو پانی کہا جاتا ہے اور پانی کی گذرگاہ کو دریا کہا جاتا ہے اسی طرح نبوت کا فیضان طریقت کہلاتا ہے اور طریقت جہاں سے گذرتی ہے وہ سلسلہ کہلاتا ہے۔

چونکہ شان نبوت شان ولایت سے ظاہر ہوتی ہے اور اولیاء کاملین فیضان الٰہی کے حامل ہوتے ہیں اس لئے ان حضرات کو پاکیزہ ہونا بھی چاہئے اگر یقین نہ ہو تو بغداد مقدس جاکر سیدنا غوث پاک کا فیضان دیکھ آیئے۔ اجمیر شریف جاکر خواجہ اجمیری کی بارگاہ دیکھ آیئے۔ دہلی جاکر

نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کا دربار دیکھ آئیے۔

بہرائچ شریف جا کر مسعود غازی کا جلوہ دیکھ آئیے۔ کچھوچھہ جا کر تارک السلطنت مخدوم سمنان کی پاک جالی دیکھ آئیے۔ بریلی شریف جا کر اعلیٰحضرت کا روضہ دیکھ آئیے۔ کلیر جا کر صابر پیا کا مزار دیکھ آئیے مارہرہ مطہرہ جا کر مشائخ عظام کا در اور گھر دیکھ آئیے۔ مفتی اعظم ہند کا روضہ دیکھ آئیے۔

یہ اللہ کے برگزیدہ بندے بظاہر نگاہوں سے اوجھل ہیں لیکن ان کا فیضان اس قدر رواں دواں ہے جسے صرف بصیرت کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے اور بصیرت والے بصارت سے بھی دیکھ لیا کرتے ہیں۔

بنائے کعبہ پڑتی ہے جہاں خشت خم رکھدیں
جہاں ساغر پٹک دیں چشمۂ زم زم ابلتا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ منبع العلمِ وَ الحلِم وَالحِکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّم۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم

غوث اعظم کیلئے بشارت

حدیث رسول کی روشنی میں ولایت کا مقام سمجھا رہا ہوں آپ سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ سرور کونین سلطان دارین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ

مومن کی فراست سے ڈرو اس لئے کہ مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

رسول محترم نے لفظ فراست فرمایا ہے جسکا معنیٰ ہے ظاہری نظر سے باطن کو دیکھنا دوسرے لفظوں میں یوں کہئے سر کی آنکھوں سے چھپی ہوئی چیزوں کا دیکھنا۔ آپ کہیں گے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آنکھ سر کی ہو اور دیکھے باطن کو، ہاں ہاں ہوتا ہے لیکن یہ بات دھیان میں رکھئے کہ ایسی نظر

سب کی نہیں ہوتی، دل والے کی ہوتی ہے، نظر والے کی ہوتی ہے انبیاء کی ہوتی ہے اور نبیوں کے طفیل اولیاء اللہ کی ہوتی ہے، آیئے میں آپ کو مشاہدہ کی دنیا میں لے چلوں اور بتادوں کہ مقام ولایت کتنا بلند وبالا ہوا کرتا ہے اور اولیاء اللہ کتنے عظیم ہوتے ہیں۔

تاج العارفین محمد کا کیس رحمۃ اللہ علیہ عراق کے امیر الاولیاء ہیں غوث پاک سے قبل آپ کا زمانہ گذرا ہے، ستر بادشاہ آپ کے مرید تھے اور آپ کے جھنڈے کے نیچے مؤدبانہ انداز میں چلا کرتے تھے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ غوث اعظم بغداد شریف کے دار العلوم نظامیہ میں زیر تعلیم تھے حضرت محمد کا کیس اکثر وعظ فرمایا کرتے تھے اور علم وحکمت کے گوہر لٹایا کرتے تھے، ایک دن بڑے پیر بھی تقریر سننے کے لئے تشریف لے گئے، جوں ہی غوث پاک مجلس وعظ میں بیٹھے کہ محمد کا کیس امیر الاولیاء نے حکم فرمایا کہ اس لڑکے کو مجلس سے باہر کردو۔ غوث پاک باہر کردیئے گئے، مگر غوث اعظم رنجیدہ نہیں ہوئے اور دوبارہ مجلس میں آگئے۔ دوبارہ حکم ہوا، پھر نکال دیئے گئے، سبھوں کی نگاہیں غوث اعظم کو دیکھ رہی تھیں، تیسری بار پھر نکال دیئے گئے اور پھر آگئے حضرت کا کیس نے فرمایا لوگو اس لڑکے کو میرے پاس لے آؤ لوگ لے گئے حضرت محمد کا کیس نے کھڑے ہوکر غوث اعظم کی پیشانیِ ولایت کو چوم لیا اور لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا لوگو اس ہونہار لڑکے کو تم لوگ حیرت سے دیکھ رہے ہو کہ یہ مجلس سے نکالا جاتا ہے پھر آجاتا ہے، نکالا جاتا ہے پھر آجاتا ہے۔ میں نے اس لئے نہیں باہر کروایا کہ اسے ذلیل کروں اس لئے نہیں نکلوایا کہ اپنی تقریر سے محروم رکھوں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ تم لوگ اسے اچھی طرح پہچان لو، بغداد والو تم لوگ اس ولی ابن ولی کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوجاؤ، یہی وہ شہزادہ ہے جو میرے بعد قطب الاقطاب ہوں گے یہی غوث اعظم ہیں۔ مجمع سے توحید ورسالت کے نعرے بلند ہونے لگے۔ اور ہر ایک کا دل فرحت ونشاط کے بحر ذخار میں ڈوب گیا، پھر سیدنا کا کیس نے خلوص ومحبت سے اپنا عصا، تسبیح، مصلّٰی وغیرہ عطا فرمائے اور کہا بیٹا عبد القادر میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ تم وعظ وتقریر کررہے ہو اور زمانہ کے تمام اولیاء تمہارے سامنے سر جھکائے ادب سے کھڑے ہیں۔

یہی ہے مردِ مومن کی فراست جس کا ذکر فرمایا ہے رسول کائنات نے:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ

مومن کی فراست سے ڈرو اس لئے کہ مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

مجمع میں نہ جانے کتنے لوگ تھے لیکن کسی کی نظر نہ دیکھ سکی کہ ہمارے درمیان ایک غوث بھی ہے۔ اگر دیکھتی ہے تو فراست کی نظر دیکھتی ہے۔ اور غوث اعظم کو منتخب کر لیتی ہے اور یہ نظر اس وقت پیدا ہوگی جب مخلص مومن فنافی اللہ اور فنافی الرسول ہو جائے۔

اگر آپ فراست والے ہیں پوچھنے کی تاب و طاقت ہے تو حضرت محمد کا کیس رضی اللہ عنہ سے پوچھئے اے اللہ کے مقدس ولی آپ کو غوث پاک کی پہچان کرانا تھا تو کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرتے یہ آپ نے کیا کیا کہ ہونے والے غوث اعظم کو مجلس سے نکلواتے رہے اور غوث بار بار آتے رہے تو جواب ملے گا کہ جب میں یہ کام انجام دے رہا تھا اس وقت دو کام ہو رہے تھے، غوث کی پہچان ہو رہی تھی اور صبر و تحمل کا امتحان ہو رہا تھا کہ ہونے والے غوث میں صبر کتنا ہے تحمل کا معیار کتنا بلند ہے۔

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ صبر و تحمل کی آخری منزل پر فائز المرام ہوا کرتے ہیں، اور ساتھ ہی محمد کا کیس ایک بشارت عظمیٰ بھی دیتے ہیں۔ بیٹا عبد القادر ہر مرغ بولے گا اور چپ ہو جائیگا مگر تمہارا مرغ ولایت قیامت تک بولتا رہے گا۔

مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَم منبع الْعِلمِ وَ الحِلمِ وَالحِکَم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّم.

حضرت بہاؤالحق زکریا ملتانی کی کرامت

حضرت بہاؤالحق زکریا ملتانی اللہ کے زندہ ولیوں میں ہیں۔

ایک لاولد عورت آپ کی خدمت میں آکر عرض کرتی ہے۔ حضور! دعا فرمائیں تا ہنوز لاولد ہوں، اللہ کا عطا کردہ سب کچھ ہے صرف اولاد کے بغیر گھر کا ماحول بے نور ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی دعا سے صاحب اولاد ہو جاؤں گی۔

حضرت زکریا نے تھوڑی دیر کیلئے آنکھوں کو بند کیا اور لوح محفوظ کا مطالعہ کر لیا۔

الٹے ہی چال چلتے ہیں دیوانگان عشق آنکھوں کو بند کو کرتے ہیں دیدار کے لئے

سر اٹھایا اور فرمایا تیری قسمت میں کوئی اولاد نہیں ہے۔عورت مایوس ہو کر گھر کو لوٹ رہی تھی راستہ میں آپ کے پوتے شاہ رکن عالم بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے بچپن کا زمانہ تھا مگر دل عشق الٰہی سے معمور تھا عورت کو روتے دیکھ کر فرمایا کیوں روتی ہو؟ عورت نے کہا لاولد ہوں تمہارے دادا کے پاس گئی تھی تا کہ اولاد کیلئے دعا کرا سکوں۔لیکن تیرے دادا جان نے فرمایا ہے تیری قسمت میں اولاد نہیں ہے لہٰذا مایوس ہو کر روتی ہوئی جارہی ہوں۔آپ نے فرمایا تجھے مانگنے کا ڈھنگ نہیں آیا جواب میں سکھاتا ہوں،مگر دادا جان سے میرا نام مت بتانا۔

اے مایوس عورت جاکر دادا جان سے کہو حضور اگر قسمت میں اولاد لکھی ہوتی تو آپ کی خدمت میں کیوں آتی امید کی دنیا میں ایک کرن سی محسوس ہوئی اور واپس آکر وہی جواب عرض کیا جسے شہزادہ نے بتایا تھا۔حضرت بہاؤالحق زکریا نے مسکرا کر فرمایا عمر چھوٹی ہے باتیں اونچی کرتا ہے، اللہ کا ولی جذب کے عالم میں آتا ہے اور زبان گویا ہوتی ہے جا میں نے تجھے ایک بیٹا دیا، دو دیئے، تین دیئے، چار دیئے، پانچ دیئے، سات دیئے، سچ کہا ہے کسی نے

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

اللہ کا ولی کہتا جارہا ہے اور لاولد عورت کی تقدیر بدلتی جارہی ہے اولیاء کی ہر دعا قبول کیجاتی ہے چنانچہ قبول کی گئی اور جس طرح آپ نے فرمایا تھا یکے بعد دیگرے اس عورت کو سات بیٹے پیدا ہوئے۔

اس عورت کی راسخ الاعتقادی تو دیکھو جب بیٹا لینا ہوا تو کعبہ میں نہیں گئی مسجد نبوی کا رخ نہیں کیا اولیاء کی بارگاہ میں گئی اور ولی نے بھی یہ کہکر نہ بھگا دیا کہ خود ہی مجبور ہیں کچھ بھی نہیں دے سکتے ہیں بلکہ دیا اور بہت دیا اس لئے کہ اولیاء نبی کے طفیل اللہ کی حقیقی عطا سے صاحب عطا ہیں۔ خدا سے لیا کرتے ہیں بندوں کو دیا کرتے ہیں اللہ کا فضل عظیم ہے کہ ہم لوگ اولیاء اللہ کے طفیل عطا والے ہیں اور جو عطا سے انکار کرتے ہیں وہ شیطان کے طفیل خطا والے ہیں عطا والے معطی کے پاس جاتے ہیں خطا والے خاطی کے پاس جاتے ہیں۔

اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر لباس خضر میں یاں سیکڑوں رہزن بھی رہتے ہیں

پیری مریدی

پیری مریدی بھی ہدایت کا عمدہ طریقہ ہے ارشاد رب ایزد تعالیٰ ہے: ''لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْیُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ'' بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ایمان والوں سے جب ایمان والے درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ سے بیعت وارادت کا ثبوت ملتا ہے۔آپ نے دیکھا ہوگا شیخ طریقت اپنے ہاتھوں میں مرید کا ہاتھ لیکر سب سے پہلے گناہ صغیرو کبیرہ سے توبہ استغفار کراتے ہیں پھر ان باتوں کا اقرار کراتے ہیں۔

مذہب اہل سنت پر قائم رہیں گے، وہابی، دیوبندی، رافضی، مودودی، ندوی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی وغیرہ باطل فرقوں سے دور رہیں گے، ان کی تحریر نہ پڑھیں گے، اللہ اور رسول سے سچی محبت کریں گے، نماز پنج گانہ باجماعت کی پابندی کریں گے۔احکام شریعت پر سختی سے عمل کریں گے، حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھیں گے۔

آپ غور کریں ان باتوں کا اقرار بغیر ہاتھ میں ہاتھ دیئے بھی ہوسکتا ہے لیکن پیرومرشد ہاتھ میں ہاتھ لے کر اقرار کراتے ہیں راز یہ ہے کہ نور نبوت کا عرفانی کرنٹ بلا واسطہ صحابۂ کرام نے حاصل کیا اور مختلف مشائخ کے وسیلوں سے یہ عرفانی کرنٹ شیخ طریقت تک پہونچا ہے۔مریدوں کو فیضیاب کرنے کے لئے صرف ٹچنگ کی ضرورت تھی۔شیخ نے ہاتھ میں ہاتھ لیا اور مریدوں کو فیضیاب کردیا۔

شیخ طریقت پہلے دل روشن کرتے ہیں بعد میں اقرار کراتے ہیں تاکہ روشنی کا اقرار مستحکم رہے، معلوم ہوا کہ نور نبوت حاصل کرنے کے لئے دامن مرشد کا وسیلہ چاہئیے اور نور الٰہی حاصل کرنے کیلئے دامن مصطفیٰ کا وسیلہ چاہئیے۔

چوتھی تقریر

فضائل شہداء کرام

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰے رَسُوْلِہ الکَرِیْم

امّا بعد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَان الرَّجِیم بسم اللّٰہ الرَّحمن الرَّحِیْم

وَلا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحیَاءٌ وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ.

صَدَقَ اللّٰہِ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم وَنَحْنُ عَلٰی ذالکَ لِمَنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ والحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلمِینَ.

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النّبِی یَاَیُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیماً.

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلانا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالکَرَم منبع العِلمِ وَ الحلِم وَالحِکَم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ و بَارِکْ وَسَلّم.

مردِ حق باطل کے آگے مات کھا سکتا نہیں
سر کٹا سکتا ہے لیکن سر جھکا سکتا نہیں

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

مگر عشاق اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے
خدا سے ڈرنے والے موت سے ہرگز نہیں ڈرتے

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

آج تک اسلام کو ہے فخر تیری ذات پر
جان دی بیعت نہ کی لیکن یزیدی ہاتھ پر

نسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

عنوان نبی باب علی متن ہیں حسین
صدق و صفا کتاب ولایت کا فلسفہ

شریک غم نہیں کوئی شریک جشن ہزار
حسین آج بھی تنہا ہے کربلا کی طرح

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

بادۂ توحید کے متوالو، شمع رسالت کے پروانو، غوث اعظم کے دیوانو، اولیاء امت کے جان نثارو! حضور اکرم، رحمت عالم، نور مجسم، نبی معظم، رسول اعظم، تاجدار عرب وعجم۔ صاحب جود و کرم، مالک حل وحرم، منبع حلم وحکم، صاحب لوح وقلم، جمیل الشیم شفیع الامم، مصباح الظلم، دافع البلاء

والالم، آفتاب رسالت مہتاب نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہربار میں درود وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کیجئے اور جھوم جھوم کر پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَم منبع اِلعلمِ وَ الحلمِ وَالحِکَم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّم۔

فضائل شہداء کرام

ربانی ارشاد ہے:۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۔جولوگ فی سبیل اللہ قتل کئے جائیں انھیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں لیکن اے لوگو تمھیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے قرآن کی یہ آیت مبارکہ حیات الشہداء کی گواہی دے رہی ہے غور کیجئے شہیدوں کا درجہ نبیوں سے کم ہے گویا شہید نبی کے مقابلہ میں ادنیٰ ہوئے نبی اعلیٰ ہیں اور قرآن ادنیٰ کو زندہ کہہ رہا ہے تو اعلیٰ کا عالم کیا ہوگا، پھر امام الانبیاء کا عالم کیا ہوگا، نبی بدرجۂ اولیٰ زندہ ہیں قرآن کی اس آیت مبارکہ سے حیات النبی کا مسئلہ بھی حل ہوگیا اس لئے اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی زندہ تھے، زندہ ہیں۔ زندہ رہیں گے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

ہم اپنے نبی کو صرف زندہ ہی نہیں مانتے بلکہ زندگی بخشنے والا بھی مانتے ہیں۔ قرآن کہہ رہا ہے شہیدوں کو مردہ نہ کہو زندہ کہو اس لئے کہ مردہ وہ ہوتا ہے جس میں نہ لینے کی صلاحیت ہوتی ہے نہ دینے کی اور شہید لیتے بھی ہیں اور دیتے بھی ہیں پھر مردہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ مردہ کہتے ہیں کہنے دیجئے، کچھ لوگ مردہ لکھتے ہیں لکھنے دیجئے اس لئے کہ وہ خود ہی مردہ ہیں اگر مردہ نہ ہوتے تو زندوں کو مردہ کیوں کہتے، زندوں کو مردہ کیوں لکھتے۔

قرآن شہیدوں کو مردہ کہنے پر پابندی عائد کر رہا ہے، مردہ کہنے سے روک رہا ہے۔ لیکن مردہ سوچنے سمجھنے پر پابندی نہیں لگا رہا ہے لہٰذا مردہ سوچا جا سکتا ہے، مردہ تصور کیا جا سکتا ہے قرآن نے اس ہونے والے اعتراض کو بھی رفع کر دیا۔

"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ"

شہیدوں کو مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ شہیدوں کو نہ وہ کہا جاسکتا ہے نہ سوچا جاسکتا ہے۔ سامعین کرام آپ ذہن نشین کر لیجئے کہ ہم زندہ، ہمارا قرآن زندہ، ہمارا رسول زندہ، اور عشق رسول میں جان قربان کرنے والے زندہ، رسول کا قانون زندہ، اس لئے ہم زندوں کی بات کیا کرتے ہیں۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے　　مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں
زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر　　اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

سب سے پہلے شہادت کا فلسفہ بتادوں تاکہ شہادت کا پس منظر بھی واضح ہوجائے اور مقام شہادت بھی۔

فلسفہ شہادت

اللہ جل شانہ کے نزدیک شہادت بلند ترین اعزاز ہے اور ہونا بھی چاہیے اس لئے کہ یہ نعمت کسی چال سے حاصل نہیں کی جاتی ہے۔ دنیاوی دولت سے نہیں خریدی جاتی ہے۔ بلکہ خدا کے فضل سے حاصل کی جاتی ہے، موت کے گرجتے طوفان سے ٹکرا کر حاصل کی جاتی ہے جنگ کے لپکتے شعلوں میں کود کر حاصل کی جاتی ہے۔

دھاڑتی ہوئی توپوں کے دہانوں میں داخل ہوکر حاصل کی جاتی ہے اور جو شئے اس قدر وزنی قیمت دے کر خریدی جائے اسے لازماً قیمتی ہونا بھی چاہیئے۔

آفتاب نبوت، مہتاب رسالت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے میری آرزو ہے کہ خدا کی راہ میں لڑتے لڑتے شہید ہوجاؤں پھر زندگی ملے پھر شہید ہوجاؤں پھر زندگی ملے پھر شہید ہوجاؤں۔

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ خود بنفس نفیس ہمارے آقا کونین کے تاجدار نے خود غزوے کئے اور کم وبیش ۲۳ جنگی سرگرمیوں میں صحابہ کرام کی مقدس جماعت کے ساتھ شرکت فرمائی اور علم اسلام اپنے مقدس ہاتھوں میں لے کر قیادت فرمائی اور اسلامی جذبات میں چار چاند لگائے فضل الٰہی کہیے کہ فتح وکامرانی نے جھک کر آپ کو سلام عرض کیا اور فرشتے مژدہ جانفزا سناتے رہے۔

غزوہ ہو یا سریہ، بدر کا معرکہ ہو یا احد کی جنگ، حنین ہو یا کربلا کا میدان ہو ہر ایک کا مقصد صرف اور صرف ایک ہے کہ مخلوق اپنے خالق حقیقی کو پہچان لے اور دنیا محبوب اعظم کی دیوانی ہو جائے۔

آپ قرآن مجید فرقان حمید سے ایک سوال کیجئے، اے آسمانی مقدس کتاب، اے حکمت کے لازوال موتیوں سے بھرپور کتاب تو نے ایسا حکم کیوں دیا جس میں بظاہر تکلیف اور اذیت ہے خسارہ اور اتلاف جان و مال ہے تو جواب ملے گا محض اور محض اس لئے کہ جو شئے سب سے زیادہ محبوب اور مرغوب ہے وہ ہے ایمان، اس کو مسمار کرنے کیلئے ناپاک کوشش کی جارہی تھی سلام کے بارونق اصول کو مٹانے کے لئے بے جا یلغار ہو رہی تھی، حلال و حرام کی تمیز مٹائی جارہی تھی، اسلام اور اسلام کے علم برداروں کو ستایا جارہا تھا۔ بنائے اسلام کی ادھیڑ بن کیلئے مہلک ہتھیار استعمال کئے جارہے تھے، کفر و طغیان کی سرکشی حد سے تجاوز کر رہی تھی اور شعائر اسلام میں غلاظت کی ایسی آمیزش کی جارہی تھی کہ آئندہ نسل اسے دیکھ کر تف کرتی اور اسلام کا رخ تاباں پژمردہ ہو کر رہ جاتا ایسی صورت میں اسلام کا تحفظ ضروری تھا۔

چنانچہ وفا شعاروں نے جرأت اور شجاعت کا ایسا بے مثال مظاہرہ فرمایا کہ صبح قیامت تک تاریخ انھیں فراموش نہیں کرسکتی اور ان کے بےلوث کارناموں سے تاریخ ہمیشہ جگمگاتی رہے گی۔ آپ قربان جایئے ان ایثار و سرفروشی کے پیکروں پر جنھوں نے بھوک کو بھوک نہیں سمجھا، پیاس کو پیاس نہیں سمجھا، یورپ کے کلیساؤں میں جن کی صدا بلند ہوئی، افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں توحید و رسالت کی صدا بلند کی، بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑائے، اور موجوں کا سینہ چیر کر آگے بڑھے۔

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے ... پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے ... بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

الغرض معرکۂ بدر سے کربلا کے میدان کارزار تک دیکھئے تو معلوم ہوگا ان پاکبازوں نے اسلام کو کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نور کے اجالے میں لا کھڑا کیا، یہی وجہ ہے کہ کفر کی بدلی چھٹی دشمنان اسلام کی ذلت ہوئی حق و صداقت کی چمکتی ہوئی تلواروں نے بہتوں کو جہنم رسید کیا۔

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے ... زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

چونکہ مسلمان اللہ کا سپاہی ہے جس کا کام، جان و مال کو راہِ الٰہی میں قربان کرنا ہے لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے، دل کے ٹکروں کو آنکھوں کے سامنے کٹوا دینا، اور اف تک نہ کرنا، گھربار کو چھوڑ کر وادیٔ غربت میں خانہ بدوش پھرنا اور حرف شکایت زبان پر نہ لانا معمولی بات نہیں ہے، دولت کو ملت پر نثار کر دینا کوئی مذاق نہیں ہے، سینے پر بھالا کھانا اور چٹانوں سے کود کر پاش پاش ہو جانا کوئی کھیل نہیں ہے اور خنجر کو یہ کہتے ہوئے چوم لینا

"مر کے کٹ جانے کا مجھ کو غم نہیں خم نہ آ جائے تیری تلوار میں"

آسان نہیں ہے۔

مسلمانوں کی منزل مہ و پروین سے بہت آگے ہے لہٰذا مسلمان اس منزل تک پہونچنے کے لئے کبھی طوفان بن کر ابھرتا ہے کبھی بجلی بن کر لپکتا ہے اور کبھی علم کے پر لگا کر پرواز کرتا ہے اور کبھی جان دے کر در جاناں تک پہونچتا ہے۔

میں کہاں رکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے
مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے

کربلا کی تاریخ پڑھئے تو معلوم ہوگا کہ سبط رسول، فرزند بتول اپنے عمل سے اسلام کی حقانیت کا اعلان فرما رہے تھے اور نانا جان کی شریعت کو مسخ ہونے سے بچا رہے تھے اگر امام عالی مقام نے عدیم النظیر قربانی نہ دی ہوتی تو باطل کا بڑھتا ہوا اندھیرا اسلام کے صحیح اصولوں کو اپنے دامن میں چھپا لیتا، بانی اسلام کا نواسہ حسین اپنے کردار کی بنیاد پر یہ بتا رہا تھا کہ جور و ظلم کی طاقت اصول کو شکست نہیں دے سکتی اسلحے کی کثرت صداقت کا سرنگوں نہیں کر سکتی، اس لئے کہ سچائی خود ایک طاقت ہے نیزوں کی بوچھار خدا کی عبادت سے نہیں روک سکتی فتح حق کی ہوتی ہے باطل کی نہیں، فتح کثرت سے نہیں فضل الٰہی کی بنیاد پر ہوتی ہے: جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقاً کے تحت امام حسین نے اپنے زمانہ کی سب سے بڑی طاقت کے سامنے اعلاء کلمۃ الحق بلند کیا تھا جس کی حدود حکومت عرب سے لے کر ایران تک اور شام سے لے کر عراق تک پھیلی ہوئی تھی، جو فاسق و فاجر تھا لہو و لعب کا شیدائی تھا، جس نے اسلامی جمہوریت کا گلہ صرف اس لئے گھونٹ دیا تھا تاکہ حسین اسکی راہ اقتدار میں سنگ گراں کی طرح حائل نہ ہو جائیں حق کے

پرستار باطل کے خلاف ہمیشہ صف آراء رہیں اور یزید یہی خطرہ محسوس کر رہا تھا چنانچہ سیدنا امام حسین سے بیعت کا سوال کر بیٹھا۔

لیکن امام حسین نے اس گہوارہ میں آنکھ کھولی تھی جو نور اسلام کی شمع فروزاں سے روشن تھا۔ اس آغوش میں تربیت پائی تھی جو بنی نوع انسان کیلئے کرم ہی کرم تھا۔ رحمت عالم کے نواسے، خیبر شکن کے نور نظر، خاتون جنت کے لخت جگر، دنیا کے عظیم امن پسند اسے کب برداشت کرسکتے تھے

چنانچہ حضرت حسین نے ظلم یزید کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور اسلام کو رسوائی سے بچالیا، خود ناقابل برداشت حادثات سے دوچار ہوئے بھوک اور پیاس کا غلبہ رہا دھوپ کی تیزی رہی، گرم گرم ہوا کے جھونکے برداشت کئے، پورے خاندان کو قربان کر دیا لیکن ظلم وعدوان کے سامنے سر نہیں جھکایا، پانی نہ ملنے کی شکایت نہیں کی، جسم نیزوں سے لہولہان ہوا اور خدا کا شکر کرتے رہے، آسمان کانپ رہا تھا زمین ہل رہی تھی مصائب کے ہوشربا پہاڑ توڑے جارہے تھے اور حسین ان سب کا تنہا مقابلہ کر رہے تھے اور نمایاں کردار پیش کرکے بتا رہے تھے کہ حسین باطل کے ہاتھوں سر کٹا سکتا ہے سر جھکا نہیں سکتا۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مرجائیں گے مٹ جائیں گے اے دوست مگر ہم
سر ظلم کی چوکھٹ پہ کبھی خم نہ کریں گے

واقعات کربلا کو غیر معمولی اہمیت کیوں حاصل ہے۔ اس لئے نہیں کہ امام حسین اپنے بہتر ۷۲ جاں بازوں کے ساتھ بے دردی سے شہید کئے گئے اگر یہی وجہ ہے تو بغداد اور غرناطہ کی تباہی اس سے زیادہ غمناک ہے جہاں بہتر ۷۲ ہزار کی تعداد میں مسلمان شہادت سے سرفراز ہوئے۔ کربلا کا میدان اس لئے اہم نہیں ہے کہ وہاں آل رسول کا خون بہایا گیا اگر یہی وجہ ہے تو جنگ جمل اور جنگ صفین اس سے زیادہ اہم ہیں جہاں بڑے بڑے اجلہ صحابہ شہید ہوئے۔

حقیقت میں زاویہ نگاہ یہ ہے کہ میدان کربلا کی بے آب وگیاہ وادی میں ایک مقدس انسان کی وفاشعاری کا امتحان لیا گیا جس میں پوری کامیابی ملی اور سیدنا حسین کے قطراتِ خون کی قیمت اس لئے زیادہ ہے کہ انھوں نے اسلام کی حفاظت میں جان دینا گوارہ کیا لیکن ارکان اسلام پر کوئی آنچ نہ آنے دی اور معیار امتحان اتنا انوکھا تھا جس کا نظام الاوقات بہت پہلے تیار کرلیا گیا تھا اور

انھیں معلوم تھا کہ ہم کربلا میں نہ پہنچے نہیں جائیں گے بچانے جائیں گے اور واقعی بچالیا۔

دورِ حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد ہے ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَم منبع الْعِلمِ وَ الحِلمِ وَالحِکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّم۔

آج ہم وضاحت کے ساتھ اہل بیت نبوت کی بارگاہ عالی جاہ میں عقیدت ومحبت کا خراج پیش کررہے ہیں۔قرآن کی آیت ہے،حدیث کی روایت ہے،اہل بیت کی حکایت ہے۔

فضائل اہل بیت

اہل بیت نبوت کے مراتب علیا اور درجات کبریٰ بے شمار ہیں جن کے فضائل اور کمالات کا خطبہ اللہ جل شانہٗ نے پڑھا ہے:

''اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْراً''اے نبی کے گھر والو اللہ چاہتا ہے کہ ناپاکی تم لوگوں سے دور فرمادے اور تمہیں خوب پاک کردے۔

مطلب یہ ہے کہ پروردگار عالم نے نبی کے اہل بیت کو اخلاقی برائیوں سے پاک فرمادیا ہے۔ترمذی شریف کی حدیث ہے:

''اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ''حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

اور جو جنتی جوانوں کا سردار ہوگا وہ خود جنتی ہوگا گویا دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ حسن اور حسین خود جنتی اور ان کے صدقہ میں دوسرے بھی جنتی ہوں گے، اس حدیث سے رسول کی شفاعت کا اندازہ لگائیے۔کہیں سے زکوٰۃ کی کھجور آئی حسین نے ایک کھجور اٹھا کر منھ میں ڈال لی، رسول نے فرمایا کخ کخ رسول کے اہل بیت زکوٰۃ نہیں کھاتے اور انگلی ڈال کر باہر کردیا۔تربیت کا یہ عالم ہے کہ رسول نے صدقہ کی ایک کھجور بھی کھلانا گوارا نہیں فرمایا۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ الزہرا کے گھر کے قریب سے گذر رہے تھے اسی مابین

حسین کے رونے کی آواز آئی حضور بے قرار ہو کر رک گئے اور بیٹی کو آواز دے کر فرمایا فاطمہ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ حسین کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

اللہ اللہ قربان جایئے ارشاد مصطفیٰ پر جب حسین کے رونے سے رسول بے قرار ہو سکتے ہیں اور رسول کو تکلیف ہو سکتی ہے تو اس وقت رسول کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی جب میدان کارزار میں حسین کے مقدس حلقوم پر چھری رکھی گئی ہوگی اور تین دن کے بھوکے پیاسے حسین کو تیروں سے چھلنی کیا گیا ہوگا، عین حالت نماز میں سجدہ کرتے ہوئے شہید کیا گیا ہوگا۔ روایت حدیث کی روشنی میں حضرت حسین کا مقام سمجھا رہا ہوں سنتے رہئے سر دھنتے رہئے اور اسوۂ حسینی پر چلنے کی کوشش کرتے رہئے۔

رسول نے فرمایا: ھُمَارَ یحانتای مِنَ الدُّنیا۔ حسن اور حسین میرے دنیا دی پھول ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرور کونین اپنے نواسوں کو سونگھا کرتے تھے۔

کیا بات ہے رضا اس چمنستان کرم کی زہرا ہے کلی جس میں حسن اور حسین پھول

حسنین کریمین کا بچپنا ہے کمال محبت سے رسول نے امام حسن کو داہنے کندھے پر بٹھا لیا اور حسین کو بائیں پر کسی صحابی نے عرض کیا نعم المرکب رکبت یا غلام اے بچے تیری سواری کتنی اچھی ہے رسول نے فوراً فرمایا: و نعم الراکب ھو۔ اے صحابی تو نے یہ تو دیکھ لیا کہ سواری کتنی اچھی ہے مگر یہ بھی تو دیکھ کہ سوار کتنا اچھا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں طرف سے اچھائی ہے اگر سواری امام الانبیاء ہے تو سوار امام الشہداء ہے اگر سواری بابرکت ہے تو سوار بھی بابرکت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ رسول نے اپنے کندھے پر سوار فرما کر اعلان فرما دیا کہ لوگوں دیکھ لو انا من حسین و حسین منی میں حسین سے ہوں حسین مجھ سے ہیں۔ یعنی جو حسین کا دوست ہوگا وہ میرا دوست ہوگا جو حسین کا دشمن ہوگا وہ میرا دشمن ہوگا۔

آخر کار دونوں بچے اصرار کرتے ہیں یا رسول اللہ ہمیں لگام چاہئے رسول نے اپنے گیسوئے مبارک تھما دیا آپ کہیں گے یہ بچوں کی بات تھی عام طور سے بچے اس طرح کے مطالبات کیا کرتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ کسی اور کی بات ہوتی تو اتفاق پر مبنی کر لی جاتی یہ رسول اعظم کی بات ہے کوئی حکمت ضرور ہوگی، غور کرنے پر معلوم ہوا کہ رسول اپنے نواسوں کو تعلیم دے رہے تھے

کہ میرے نونہالو آج نانا جان کا گیسو مضبوطی سے تھام لو کل امت کی لگام تمہیں تھامنا ہے اور اسلام کی حفاظت کرنی ہے اور کندھے پر سوار کر کے یہ درس دیا کہ حسین آج تیرا بوجھ میرے کاندھے پر ہے کل امت کا بوجھ تیرے کندھے پر ہوگا۔

یا حسین آپ کے اوصاف کریمانہ بیان کرنے سے قاصر ہوں الفاظ کی دنیا اس معاملہ میں تنگ دکھائی دیتی ہے۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کیلئے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ منبع الْعِلْمِ وَ الْحِلْمِ وَالْحِکَم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّم۔

سامعین حضرت آپ اس واقعہ کی طرف نظر ڈالئے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہیں سیدنا حسن مجتبیٰ پشت نبوت پر بیٹھ گئے رسول نے سجدے کو طول دے دیا اور جب تک امام حسن پشت پر بیٹھے رہے رسول نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا۔ یہ تعلیم رسول تھی کہ اے حسن میں تم سے محبت کرتا ہوں لیکن تیری محبت نے خدا کی یاد سے غافل نہ کیا بلکہ خدا کا سجدہ طویل ہو گیا ذکر الٰہی کی تعداد بڑھ گئی لہٰذا اے نواسے والو تم بھی ایسی محبت کرنا جس طرح رسول نے کی ہے۔

ایک بات اور بتا دوں جب امام حسن پشت نبوت پر بیٹھ گئے اس وقت امام حسن کی یاد رسول کو آئی ہوگی یا نہیں اگر نہ آئی تو رسول نے سجدے کو طول دیا کیوں، معلوم ہوا کہ یاد آئی اور یہی میرا مقصود ہے اگر حالت نماز میں یاد آئی، تو نماز کس کی تھی رسول کی، یاد کس کی آئی امام حسن کی، یہ تو مسلم ہے کہ رسول اعلیٰ، امام حسن ادنیٰ، رسول کی نماز اعلے، حسن کی یاد ادنیٰ اب غور کیجئے کہ اعلیٰ ذات کی اعلیٰ نماز میں ادنیٰ ذات کی ادنیٰ یاد آئی اور یاد آئی نہیں یاد دلائی گئی، آنا اور ہے لانا اور ہے۔ آنا اتفاقیہ ہوتا ہے لانا قصداً ہوتا ہے۔

تھوڑی دیر کیلئے ان کے عقیدہ کا جائزہ لیجئے جو یہ کہتے ہیں اگر حالت نماز میں رسول کی یاد آ گئی تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ کیسا فلسفہ ہے سمجھ میں نہیں آرہا ہے ہم جس ذات گرامی پر عین حالت نماز میں درود پڑھیں اور ان کی یاد نہ آئے التحیات میں ان کے نام پر سلام بھیجیں اور ان کی یاد نہ آئے کیسی وہ نماز ہے اس عقیدہ کی روشنی میں آپ سے ایک سوال ہے جواب

سوچ سمجھ کر دیجئے گا جب رسول حالت نماز میں امام حسن کی یاد لائے ہوں گے تو رسول کی نماز ہوئی ہوگی اس فتویٰ کی بنیاد پر بالکل نہیں ہوئی ہوگی۔

لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ سجدہ جس میں یہ کیفیت پیدا ہوئی اگر دنیا کو دے دیا جائے تو اس کے صدقہ میں تمام سجدے قبول ہو جائیں، رسول کا وہ سجدہ ہوا، اور بالکل ہوا۔

لہٰذا آپ بتائیے کہ ایسا فتویٰ خدا کو مقبول ہو سکتا ہے جس کا زہر نبی کے سجدے کو برباد کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

معلوم ہوا کہ اس عقیدہ سے نبی کی نماز تو باطل نہ ہوئی البتہ ان کے عقیدے کا بھرم کھل گیا۔

تقابل

زخم کھا کر رونا بھی ٹھیک ہے لیکن مسکرانے کی لذّت ہی کچھ اور ہے، گالی کا جواب گالی سے بھی دیا جاتا ہے لیکن دعا دینے کی چاشنی ہی اور ہے، دنیا کا ہر نظام اپنے ماحول کے ساتھ ساز باز کر سکتا ہے لیکن قانون اسلام میں زمانہ کے ساتھ ساز باز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لئے کہ اسلام ماحول کا پابند نہیں یہ اپنا ماحول خود ہی پیدا کرتا ہے۔ کربلا کے میدان میں یہی تو تھا یزید اپنے گرد و پیش سے ساز باز کر چکا تھا اور اپنے رنگ میں امام عالی مقام کو بھی رنگنا چاہتا تھا امام حسین کے انکار کرنے پر یزید وہ سب کچھ کر بیٹھا جو ایک بدکار فاسق اور نالائق کیا کرتا ہے۔ کربلا کا معرکہ بھی عجیب و غریب ماحول میں ہوا چنانچہ آپ دیکھئے کہ مقابلہ کس کا تھا کیسا تھا اور حقیقت تو یہ ہے کہ مقابلہ امام حسین اور یزید کا نہیں مقابلہ حق و باطل کا تھا، مقابلہ حسین اور یزید کا نہیں مقابلہ نور و ظلمت کا تھا، مقابلہ حسین و یزید کا نہیں مقابلہ سچ اور جھوٹ کا تھا، مقابلہ حسین اور یزید کا نہیں مقابلہ صحیح اور غلط کا تھا، مقابلہ حسین اور یزید کا نہیں مقابلہ شریعت اور طبیعت کا تھا، مقابلہ حسین اور یزید کا نہیں مقابلہ روحانی طاقت اور مادی طاقت کا تھا بلکہ یہ کہیئے کہ مقابلہ حسین اور یزید کا نہیں مقابلہ جنتی اور جہنمی کا تھا۔

ایک طرف بھروسہ خدا کی ذات پر تھا اور دوسری طرف بھروسہ جنگی ساز و سامان پر تھا، ایک طرف بہتر ۷۲ نفوس قدسیہ اسلام کو بچانے کی فکر میں تھے، دوسری طرف بائیس ہزار کا لشکر جرار

قرآن وسنت کو مٹانے کیلئے تیار تھا، ایک طرف ذکرالٰہی ہورہا تھا دوسری طرف شراب پلائی جارہی تھی، ایک طرف قرآن کی تلاوت تھی دوسری طرف تلوار اور نیزے زہر میں بجھائے جارہے تھے۔ اس ہوش ربا وقت میں بھی امام عالی مقام داد شجاعت دیتے رہے۔ اور اپنے نانا جان کی وصیت پر عمل کرتے رہے کہ حسین کو کربلا کے تپتے ہوئے ریگزار پر دین کی حفاظت کیلئے تین دن ورات بھوکا پیاسا رہنا پڑے گا۔ اپنے بھتیجے قاسم کی پامال شدہ لاش مقتل سے اٹھانا پڑے گا۔ زینب کے لال عون ومحمد کا غم برداشت کرنا پڑے گا، عباس علم بردار کے کٹے ہوئے بازو دیکھنا پڑے گا، چھ ماہ کے ننھے علی اصغر کی سوکھی زبان دیکھنا پڑے گا۔ علی اکبر کی جوانی کو خاک وخون میں دیکھنا پڑے گا، حسین تمہاری شہادت کے بعد خیموں میں آگ لگادی جائے گی۔ اہل حرم قید کر لئے جائیں گے، بیمار سجاد کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں ڈال دی جائیں گی اور اہل حرم کو کوفہ اور شام کے بازاروں میں در بدر پھرایا جائے گا۔

کربلا میں بے سروساماں وہی ہے خانداں — بن کے خادم آئے تھے جبرئیل جس گھر کے لئے
کس قدر جانکاہ ہے کرب و بلا کا حادثہ — ہر بشر غمگین ہے شبیر و شبّر کے لئے

چھ مہینہ کا مجاہد شہید

اب آپ کو کرب وبلا کے خونی میدان میں لے چل رہا ہوں جس کا ذرّہ ذرّہ یا حسین یا حسین کا نعرہ لگا رہا تھا اور دوسری طرف یزیدی لشکر خون حسین کیلئے بیقرار تھا۔

علی اکبر جام شہادت پی چکے ہیں اور حسین مقتل سے علی اکبر کی لاش خیمے میں لا چکے ہیں، ابھی امام عالی مقام شہید علی اکبر کی لاش فرش خاکی پر لٹا ہی رہے تھے کہ حضرت زینب علی اصغر کو گود میں لئے تشریف لے آتی ہیں اور عرض کرتی ہیں بھائی حسین بھوک اور پیاس کی شدّت نے بچے کو کتنا بے بس کر دیا ہے ایسا نہ ہو کہ چمنستان فاطمہ کی ناشگفتہ کلی چٹکنے سے پہلے ہی شاخ گل سے ٹوٹ جائے بھائی جان ہماری کتاب زندگی کا شاندار باب ہے، ہماری پیاسی زندگی ریگستان کا چشمہ ہے ایسا نہ ہو کہ یہ چشمہ وقت سے پہلے ہی سوکھ جائے زینب داستان غم سنا رہی ہیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ رہا ہے۔ بھائی جان اگر ہمارے سروں پر مصائب کا کوہ ہمالہ بھی ٹوٹ جائے

تو پائے استقلال میں جنبش تک نہیں آئے گی۔اصغر کی اضطرابی اب دیکھی نہیں جاتی۔

سیدنا حسین جذبات کی فراوانی سے لبریز ہو جاتے ہیں اور روتے ہوئے زینب سے کہتے ہیں لاؤ میرے لال کو لاؤ شاید ظالموں کو رحم آجائے اور ساز حیات کا کوئی دلکش نغمہ پھوٹ پڑے۔ام رباب نے کہا میرے سرتاج ایسا نہ ہو کہ کوئی ظالم کوئی مضراب زندگی چھیڑنے کے بجائے اسے توڑ پھوڑ کر رکھ دے اور میرے ارمانوں کے شاداب گلشن میں بارخزاں مسلط ہو جائے،امام نے ایک سرد آہ کھینچی اور فرمایا مشیت ایزدی پر بھروسہ رکھو اور صبر وشکر کا دامن مضبوط ہاتھوں سے تھامے رہو ام رباب کو کچھ تسلی ہوئی اور امام حسین علی اصغر کو آغوش محبت میں لئے خیمہ سے باہر نکلے،کربلا کا چٹیل میدان دوپہر کی چلچلاتی دھوپ جوانی کے انگارے بھڑکا رہی تھی۔

اڑتی تھی خاک خشک تھا چشمہ حیات کا کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

حضرت امام حسین رب ذوالجلال کی حمد وثنا کرتے ہوئے یاد مصطفیٰ دل میں بسائے ہوئے اور اشکوں کا قافلہ آنکھوں میں لئے ہوئے اشقیاء کی طرف جارہے ہیں تاکہ ننھے اصغر کو دو بوند پانی مل جائے اور ارمانوں کی کلی مسکرا اٹھے۔

لشکر اعداء میں پہونچ کر آواز دی اے میرے نانا جان کا کلمہ پڑھنے والو تم اپنی تیغ جفا کا نشانہ ہم کو بناؤ مگر اس ننھے شیر خوار نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔روتے روتے اس کے آنسوؤں کا ساگر خشک ہو چکا ہے ایک ہچکی سی بندھ گئی ہے،عمرو بن سعد اس نبی کا واسطہ دیتا ہوں جس نام کا کفش بردار ہوں جس کی ذات گرامی ایمان اور جان ایمان ہے پانی کے چند قطرے میرے لال کے سوکھے حلق میں ٹپکا دو کل قیامت کے دن یہی تمہارے لئے نجات کا سامان پیدا کرے گا۔مگر

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

کربلا کا میدان عمرو سعد کے حکم سے گونج جاتا ہے۔خبردار حسین کا بچہ زندہ نہ جانے پائے۔ دو بوند پانی کے بجائے حرملہ نے ایسا زہر آلود تیر چلایا کہ آن واحد میں خرمن ہستی کو خاکستر کر گیا اور علی اصغر کے حلقوم نازنین کو چیرتا ہوا امام حسین کے مقدس بازو میں پیوست کر گیا۔حضرت امام حسین نے اپنے لال کو نشانہ سے بچانا چاہا لیکن نہ ہوسکا،ننھا مجاہد کچھ تڑپا اور آخری نگاہ امام کے چہرے پر ڈالی باپ بیٹے کی نگاہیں چار ہوئیں آپس میں کیا گفتگو ہوئی معلوم نہیں البتہ قرینہ سے یہ

سمجھ میں آیا کہ بیٹے نے باپ سے یہی کہا:

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پھر علی اصغر ہمیشہ کے لئے سوگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

امام حسین نے حسرت بھری نگاہ سے آسمان کی طرف دیکھا، اور شہزادے کو بوسہ دیا خون کا فوارہ جاری تھا اور صبر وشکر کا امتحان ہورہا تھا۔ بادۂ توحید کے متوالو، ایماندار مسلمانو سوچو باپ کے سامنے بیٹے کی موت ہوجاتی ہے تو نہ جانے والدین کے دل پر کیا گذرتی ہے لیکن قربان جایئے ہمت حسین پر کہ اس قدر جگر سوز حالات کا مقابلہ کرکے بھی یہی عرض کرتے ہیں۔

یااللہ تیرا حسین تیری رضا پر راضی ہے جو تیری مرضی ہے وہ میری مرضی ہے پروردگار آج تیرا حسین خوش ہے اس لئے کہ مصیبت کے امتحان میں چھ مہینہ کا بچہ بھی کامیاب ہوگیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمولانا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِک وَسَلِّمْ

اب اس منظر کو نگاہوں کے سامنے لایئے جس کیلئے مورچہ بنایا گیا تھا اور جو یزید پلید کا مقصود تھا سب کے آخر میں امام حسین کا نمبر آتا ہے جن کی ہزاروں عنایتیں عالم اسلام پر ہیں امام حسین امامت کا چراغ جلائے ہوئے تھے جس کی لو ہر گھر میں پہونچ رہی تھی یزید نے یہ صلہ دیا کہ اس نور نبی کے چراغ کو گل کردیا۔

شہزادۂ اسلام کی شہادت

یہ عنایتوں کی جزا ملی یہ ھدایتوں کا صلہ ملا جو چراغ نور نبی کا تھا اسے کربلا میں بجھادیا

چمن آپ اپنا لٹا گئے کہ بہار دین خدا رہے نہ جما جو رنگ بہار سے تو لہو بھی اپنا ملا دیا

صبح سے دوپہر تک خاندان نبوت کے تمام چشم وچراغ ایک ایک کر کے شہید ہوگئے ہیں اور سبھوں نے رخصت کے وقت دل کی زخمی سطح پر ایک نئے داغ کا اضافہ کیا ہے۔ ہر تڑپتی لاش کی آخری ہچکی پر امام عالی مقام میدان میں پہونچے، گود میں اٹھالیا خیمے تک لے آئے زانو پر سر رکھا اور جاں نثار نے دم توڑ دیا نظر کے سامنے جن لاشوں کا انبار ہے ان میں جگر کے ٹکڑے بھی ہیں آنکھوں کے تارے بھی ہیں بی بی زینب کے دلارے عون ومحمد کی بے گور وکفن لاش پڑی ہوئی ہے، قاسم مہ

پارے کی خوبصورت جوانی خاک وخون میں لت پت ہے شبیہہ پیمبر علی اکبر کو ظالموں نے روندڈالا ہے، عباس علمدار کے کٹے ہوئے بازو نگاہوں کے سامنے ہیں، علی اصغر کے حلق کو چھلنی کر کے ابدی نیند سلا دیا گیا ہے، حربن ریاحی کا لاشہ پامال کیا جاچکا ہے، عابد بیمار بخار کی شدت اور نقاہت سے کراہ رہے ہیں اس سنگین گھڑی میں تنہا امام عالی مقام ہیں اور دونوں جہان کی امیدوں کا ہجوم ہے۔

دوسری طرف حرم نبوت میں رسول کی بیٹیاں جن کی گود خالی ہو چکی ہے اور سوگوار مائیں ہیں جن کی کوکھ سے شیر خوار بچہ بھی چھین لیا گیا ہے سب کے سب جام شہادت نوش کر چکے ہیں اب سیدنا حسین بھی میدان کی تیاریوں میں ہیں، کبھی بہن زینب کو تسکین دیتے ہیں کبھی عابد بیمار کو گلے لگاتے ہیں، کبھی سکینہ کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں، کبھی شہر بانو کی طرف حسرت بھری نگاہ کرتے ہیں، کبھی ام رباب کی آنکھوں سے آنسو پوچھتے ہیں، کبھی خود کو تسلی دیتے ہیں، کبھی آسمان کی طرف سر اٹھا کر رب کا شکر بجالاتے ہیں رب العالمین حسین کو استقامت عطا فرما، ملت رسول کی تطہیر کیلئے تیرا حسین مقتل کی طرف جارہا ہے یا ارحم الراحمین تیرا حسین کعبہ کی پاسبانی کرتارہا اب مذہب اسلام کی آبیاری اپنا خون دے کر کر رہا ہے، پروردگار جب تک تیرا حسین زندہ ہے اپنے نانا جان کے باغ شریعت کو سوکھنے نہ دے گا اور خون کا آخری قطرہ دے کر بھی باغبانی کرتا رہے گا۔

اس کے بعد عابد بیمار کو گلے لگالیتے ہیں کچھ وصیتیں کرتے ہیں پھر مصری قبا زیب تن فرماتے ہیں، جان ایمان نانا جان کا مقدس عمامہ سر پر باندھتے ہیں سید الشہداء امیر حمزہ کی ڈھال پشت انور پر رکھ لیتے ہیں اور حیدری ذوالفقار کمر میں لٹکا کر گھوڑے پر سوار ہو جاتے ہیں، خاندانی وجاہت کے ساتھ میدان کارزار میں تشریف لاتے ہیں اوزاتمام حجت کیلئے ایک مختصر خطبہ پڑھتے ہیں۔

یزیدیو معلوم ہے تم کس کے مقابلے میں ہو۔ میرے سر پر عمامہ کس کا ہے، یہ تلوار کس نام کی تسبیح پڑھ رہی ہے، تمہارے سامنے حسین ابن علی ہے، تمہارے سامنے بوسہ گاہ مصطفےٰ ہے، دنیا کے طلبگار و میں نے یہ خطبہ جان چھڑانے کیلئے نہیں دیا ہے بلکہ تم کو جہنم سے بچانے کے لئے دیا ہے لیکن تم کیا سمجھ پاؤ گے، تمہارے دلوں پر بدبختی کی مہر لگ چکی ہے۔ اب جس کا جی چاہے میرے مقابلہ میں آجائے۔

تین دن کا بھوکا پیاسا شیر بائیس ہزار کے نرغے میں ہے۔ تیروں کی بارش ہو رہی ہے۔

افسوس افسوس نیرنگیٔ زمانہ تو دیکھئے جن کے اشارہ پر ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا تھا آج ان کے ارمانوں کا سفینہ نظر کے سامنے ڈوب رہا ہے ان کے باوجود حیدر کرار کا لال شجاعت کا جوہر دکھا رہا ہے اور دشمن کی بے جا یلغار کا دفاع کر رہا ہے اور فرشتے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔

شاہ مرداں، شیر یزداں، قوت پروردگار لا فتٰی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

فضا میں نیزوں کی انی چمک رہی ہے، تلواریں چل رہی ہیں۔ حضرت امام زخموں سے چور ہو گئے ہیں، نورانی پیکر خون میں نہا گیا ہے آپ بہتر زخم کھا کر زمین پر بیٹھ گئے، شیطان صفت سنان نے سینۂ اقدس پر نیزہ مارا امام سجدے میں گر پڑے، شمر مردود نے تلوار ماری اور دیکھتے دیکھتے فاطمہ کا چاند گہن میں آ گیا۔

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

سیدہ کا راج دلارا جیسے ہی فرش زمین پر آیا کائنات کا سینہ دہل گیا کعبہ کی دیواریں ہل گئیں، سورج نے شرم سے منھ ڈھانپ لیا اور دنیا ماتم سے بھر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آج تک اسلام کو ہے فخر تیری ذات پر
جان دی بیعت نہ کی لیکن یزیدی ہاتھ پر

حسین کی عظمت کو سلام، حسین کی امامت کو سلام، حسین کی شہادت کو سلام، حسین کی قیادت کو سلام، حسین کی صداقت کو سلام، حسین کی ہمت کو سلام حسین کی رفعت کو سلام، حسین کی سیادت کو سلام، حسین کی کرامت کو سلام، حسین کی شجاعت کو سلام، حسین کی لیاقت کو سلام، شہداء کربلا کی محبت کو سلام۔

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین
سرداد نہ داد دست دردست یزید حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

پانچویں تقریر

بشریت مصطفیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعاً وَاَقَامَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ شَفِیْعاً فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی رَسَلَّمَ وَ بَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلٰی کُلِّ مَنْ ھُوَ مَحْبُوْبٌ وَّمَرْضِیٌّ لَّدَیْہِ صلوٰۃً تَبْقٰی وَتَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰینَامُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِکْ وَسَلَّمَ

امّا بعد

فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ہ

" قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحیٰ اِلَیَّ "

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

سراج السالکین، زبدۃ العارفین، شیخ الاسلام والمسلمین، حجۃ اللہ فی الارضین، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت میں نغمہ سرا ہیں فرماتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے — سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں — تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

سونا پاس ہے سونا جنگل سونا زہر ہے اٹھ پیارے — تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم ہی عجم کے سورج ہو — دیکھو مجھ بیکس پر سب نے کیسی آفت ڈالی ہے

شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش — اس مردار پہ کیا للچانا دنیا دیکھی بھالی ہے

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا — ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

مولیٰ تیرے عفو وکرم ہوں میرے گواہ صفائی کے — ورنہ رضا سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

بادۂ توحید کے متوالو، شمع رسالت کے پروانو، غوث اعظم کے دیوانو! انیس بیکساں۔ چارۂ سازِ درد منداں، وقارِ دو جہاں، مالکِ ہفت آسماں، نازشِ ہر دو جہاں، سیاحِ لامکاں، خاتمِ پیغمبراں رہبرِ انس و جاں، سرورِ کون و مکاں، مونسِ غریباں، ندیمِ خستہ جاں زینتِ خلد و جناں، آبروئے زمین و زماں نبی آخر الزماں، فخرِ رسولاں، آفتابِ نبوت، مہتابِ رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پرانوار میں درود و سلام کا نذرانۂ عقیدت و محبت پیش کیجئے اور جھوم جھوم کر پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلانا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالکرمِ منبع العِلمِ وَالحکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اجمعِیْن.

ایک باراور اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلانا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالکرمِ منبع العِلمِ وَالحکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اجمعِیْن.

رسول اور آل رسول پر ایک بار اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلانا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالکرمِ منبع العِلمِ وَالحکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اجمعِیْن.

تمہید کلمات

"قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ"

اے محبوب آپ فرما دیجئے میں ظاہری شکل و صورت میں تم جیسا بشر ہوں۔ سامعین مخلوق کئی طرح پہچانی جاتی ہے، عام مخلوق عام اوصاف سے پہچانی جاتی ہے، خاص مخلوق خاص علامت سے پہچانی جاتی ہے کبھی اپنی ظاہری زیب و زینت سے پہچانی جاتی ہے، کبھی اپنی باطنی آرائش اور خوبیوں سے پہچانی جاتی ہے، کبھی اوصاف سے پہچانی جاتی ہے، کبھی ذاتی کمالات سے پہچانی جاتی ہے۔

یہ تو وہ علامت ہیں جن کو معیار بنا کر عام مخلوق کا تعارف کرایا جاتا ہے، انسان انسانیت کے ناطے پہچانا جاتا ہے ولی ولایت سے پہچانے جاتے ہیں، صحابی صحابیت سے پہچانے جاتے ہیں، نبی نبوت کے اعجاز سے پہچانے جاتے ہیں، رسول رسالت سے پہچانے جاتے ہیں، مگر میرے آقا، مولا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف خالق اکبر نے نبوت سے بھی کرایا ہے اور رسالت سے بھی کرایا عبدیت سے بھی کرایا اور بشریت سے بھی کرایا اور پہچاننے والوں نے اپنے اپنے

انداز سے پہچانا، جس پر جتنا فضل الہی ہوتا گیا وہ اسی فضل کے پر بہار انوار سے پہچانتا گیا اور حقیقت تو یہ ہے کہ نبی آخرالزماں کو کسی نے پہچانا ہی نہیں اگر پہچانا ہے تو خالق عالم نے پہچانا ہے۔ نبی کی حقیقت نور الہی ہے اور نور الہی کو خالق نور ہی پہچان سکتا ہے، امت کے سامنے رسول باوقار نے اپنی نبوت ورسالت کو معیار بنا کر بشری جامہ میں ملبوس ہو کر ظہور فرمایا لہٰذا امت کو یہ حق نہیں دیا گیا ہے کہ رسول اعظم کو اپنی طرح بشر کہہ سکے آیئے ہم امت اور رسول کے مابین فرق بیّن قرآن کریم اور حدیث عظیم کی روشنی میں واضح کردیں۔

خوشبودار پسینہ

رسول باوقار کے پاک جسم سے نکلا ہوا پسینہ مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار ہوتا تھا اور آقا جس راستہ سے گذر جاتے تھے وہ راستہ خوشبو سے مہک اٹھتا تھا اور صحابہ کرام اسی خوشبو کی بدولت آپ کو تلاش لیا کرتے تھے۔

صبا نہ چھیڑ ابھی سنبل و گلاب کا ذکر　　کہ میں نبی کے پسینہ کی بات کرتا ہوں

سامعین آپ بھی گلی کوچوں سے گذرا کرتے ہیں لیکن کسی کوچہ کو آپ کے پسینہ سے خوشبو نہ ملی ہوگی، اگر ملی ہے تو رسول کے پسینہ سے ملی ہے اور جب تک خوشبو کا اثر باقی رہتا تھا صحابہ کو کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، خوشبو خود ہی رہنمائی کرتی تھی معلوم ہوا کہ رسول کے پسینہ سے خوشبو بھی ملتی تھی اور ہدایت بھی، ہے کسی کا پسینہ جو خوشبودار بھی ہو اور ھادی بھی اگر ہے تو تاجدار نبوت کا پسینہ ہے۔

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے　　بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

شادیوں میں دلھن کو سجانے کیلئے آپ کا پسینہ استعمال کیا جاتا تھا جس کا اثر بہت دنوں تک باقی رہتا تھا اور دلھن ناز کیا کرتی تھی، اعلی حضرت عظیم البرکت نے کیا خوب فرمایا ہے۔

واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ　　مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلھن پھول

بخاری شریف کی ایک اور حدیث سماعت فرمایئے صاحب قاب قوسین محبوب کونین صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں گرمی کے ایام ہیں آپ کے جسم معطر سے پسینہ نکل کر پورے ماحول کو خوشبودار

بنائے ہوئے ہیں، ابوطلحہ صحابی کی وفا شعار بیوی ام سلیم ہاتھ میں ایک شیشی لئے تشریف لے آتی ہیں اور جسم منور سے نکلا ہوا پسینہ جمع کرنے لگتی ہیں رحمت عالم ازراہ محبت پوچھتے ہیں ام سلیم کیا کرتی ہو، عرض کرتی ہیں یارسول اللہ یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اسے خوشبو میں ملائیں گی۔ ’’ھُوَ اَطْیَبُ الطِیبُ‘‘ اس لئے کہ یہ بہترین خوشبو ہے۔

یہ ہے جسم نبوت کا پسینہ جس کو جمع کرنے کے بعد صحابیہ فخر کرتی نظر آرہی ہیں اور تبرک سمجھ کر محفوظ کررہی ہیں، آپ اپنے پسینہ کا جائزہ لیجئے تو آپ خود بدبودار ہونے کی سند دیتے نظر آئیں گے، میں آپ کے ضمیر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف خوشبودار پسینہ ہے دوسری طرف بدبودار پسینہ ہے آپ دونوں کو برابر کہہ سکتے ہیں ہرگز نہیں کہہ سکتے ہیں جب پسینہ پسینہ برابر نہیں تو نبی اور امتی کیسے برابر ہوسکتے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ یُوْحیٰ اِلَیَّ

پتہ چلا کہ نبی کی بشریت اور ہے امت کی بشریت اور ہے نبی اکرم کا پسینہ جسم نبوت سے نکلتا تھا اور اعجاز نبوت بنتا تھا اور صحابیہ اسے یادگار کے طور پر تبرک سمجھ کر محفوظ کرلیتی تھی، ام سلیم کے اس کردار سے تبرک محفوظ رکھنے اور یادگار قائم کرنے کا ثبوت ملتا ہے، اگر یہ ناجائز ہوتا تو رسول منع فرما دیتے، یہ تھی پسینہ رسول کی بات اب تاجدار رسالت کے دیکھنے کو دیکھئے۔

رسول کا دیکھنا

ترمذی شریف حدیث ہے:

’’اِنِّی اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ‘‘ بیشک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کتنا دیکھتے تھے کس طرح رویت فرماتے تھے، کتنی دور کی دیکھتے تھے اس کو سمجھنے کیلئے کھولئے بخاری شریف جلد اوّل ۵۹ ارشاد ہے: ’’فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رکوعُکُم وَلَاخشوعُکُم‘‘ خدا کی قسم اے نمازیو! تمہارا رکوع اور خشوع میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

غور کرو رکوع نماز کا ہوتا ہے جو ظاہر میں کیا جاتا ہے رسول اسے دیکھ رہے ہیں اور خشوع دل

کی ایک کیفیت کا نام ہے جس کے باعث نمازی دنیا کی ہر چیز سے منقطع ہو کر خدا کی طرف لو لگاتا ہے۔ ظاہری نظر اسے نہیں دیکھ سکتی اگر دیکھ سکتا ہے تو نظر والا دیکھ سکتا ہے اور رسول فرما رہے ہیں میں تمہارا رکوع دیکھ رہا ہوں تمہارے دل کی کیفیت خشوع دیکھ رہا ہوں۔

معلوم ہوا کہ ہمارا دیکھنا اور ہے رسول کا دیکھنا اور ہے۔ نماز امتی پڑھ رہا ہے اور ملاحظہ رسول فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جہاں امت کی نظر دیکھنے سے عاجز ہو جاتی ہے وہیں سے نبوت کی بینائی شروع ہوا کرتی ہے، جب رسول کی نگاہ دیکھنے لگتی ہے تو رات اور دن میں برابر دیکھتی ہے۔ رسول کی نظر سورج کی ضیا بار کرن کی محتاج نہیں ہے بلکہ سورج خود ہی نگاہ رسول کا محتاج ہے، سرکار دو عالم بیک وقت ظاہر بھی دیکھتے ہیں اور باطن بھی دیکھتے ہیں۔

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال   دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

جنگ موتہ

آیئے مزید وضاحت کیلئے دنیائے تاریخ کی طرف لے چلوں۔ حق و باطل کے بہت سے معرکے ہوئے اور ہوتے رہیں گے مگر جنگ موتہ اپنے دامن میں رسول کا بہترین کردار چھپائے ہوئے ہے۔

جنگ موتہ ہونے والی ہے، مجاہدین اسلام تیار کئے جا رہے ہیں اسلام کا سپہ سالار اعظم نے اپنے دست مقدس سے اسلام کا ہلالی پرچم حضرت زید بن حارثہ کو تھما دیا اور فرمایا مجاہدو تمہارا امیر یہی ہے۔ اور ساتھ ہی غیب کی خبر بھی بتا دی اگر زید بن حارثہ شہید ہو جائیں تو جعفر امیر لشکر ہوں گے، اگر جعفر بھی شہادت کا جام پی لیں تو عبداللہ بن رواحہ لشکر کے امیر ہوں گے، اگر یہ بھی شرف شہادت سے سرفراز ہو جائیں تو مجاہدین کو اختیار ہوگا جسے مناسب سمجھیں سپہ سالار منتخب کر لیں گے۔ ایک یہودی یہ ساری باتیں سن رہا تھا اس نے کہا زید بن حارثہ بھی شہید ہوں گے جعفر بھی شہید ہوں گے، عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہوں گے اس لئے کہ یہ رسول کا کہنا ہے۔ جو کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا یکے بعد دیگرے یہ تینوں حضرات اسلامی حقانیت کو برقرار رکھنے کیلئے شہید ہو جاتے ہیں۔

غور کیا آپ نے رسول اعظم زبان فیض ترجمان سے کہتے جا رہے ہیں اور شہیدوں کی

فہرست میں ان تینوں کا نام لکھا جا رہا ہے، جب رسول یہ فرما رہے تھے اس وقت زبان بول رہی تھی اور رسول کی نظر ان تینوں کی شہادت دیکھ رہی تھی۔ آپ یہ سمجھ رہے ہوں گے موتہ مدینۃ النبی سے بالکل قریب میں ہوگا نہیں موتہ مدینہ سے ایک مہینہ کا فاصلہ رکھتا ہے۔ مجاہدین اسلام جاتے ہیں معرکہ شروع ہوتا ہے اور رسول کی نگاہ مدینہ کی سرزمین ہی سے جنگ کا نقشہ ملاحظہ فرماتی ہے۔

آپ غور کیجئے مدینہ اور موتہ کے درمیان نہ جانیں کتنے پردے حائل تھے، پیڑ پودے تھے، پہاڑیاں تھیں کافی فاصلہ تھا اس کے باوجود صحابہ کی موجودہ جماعت سے رسول اس طرح فرما رہے ہیں۔

زید نے ہاتھ میں جھنڈا لیا مگر شہید ہوگئے، اب جعفر نے اسلامی پرچم سنبھالا وہ بھی شہید ہوگئے، اسلامی پرچم اب عبداللہ کے ہاتھ میں آیا وہ بھی شہید ہوگئے، اخیر میں اسلام کا ہلالی پرچم شان وشوکت کے ساتھ خدا کی تلوار سیف اللہ خالد بن ولید کے ہاتھ میں آیا اور فتح مبین ہوگئی۔ رحمت عالم نور مجسم صحابہ کو جنگ کی پوری کیفیات سناتے رہے اور چشمان رسالت سے آنسوؤں کے قطرات موتی بن کر رخسار نبوت پر نثار ہوتے رہے اور ہونا بھی چاہیے اسلئے کہ:

جب آگئی ہیں جوش رحمت پہ انکی آنکھیں جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

ہے دنیا میں کسی کی ایسی نگاہ جو بیک وقت چھ طرف دیکھا کرتی ہے، نگاہ نبوت کیلئے دور ونزدیک کا کوئی فرق نہیں ہوتا تھا۔ لہٰذا پتہ چلا کہ رسول کی نظر اور ہے امتی کی نظر اور ہے جب نظر نظر برابر نہیں ہوسکتی تو بشر بشر برابر کیسے ہوسکتے ہیں۔ پڑھئے درود شریف:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن و بَارِک وَسَلِّم صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ

جامع الصفات

کوئی ایک خوبی کا مالک ہوتا ہے کوئی دو کا کوئی تین خوبی کا مالک ہوتا ہے کوئی چار کا ہر انسان ہر خوبی کا مالک نہیں ہوتا، ہر نبی ہر خوبی کے مالک نہیں رہے ہیں۔

یہ خصوصیت ہے محمد رسول اللہ کی ان میں تمام فضائل ستودہ اور اوصاف جمیلہ موجود تھے، ان میں ابوالبشر سیدنا آدم کا خلق ہے تو شیث کی معرفت بھی، نوح کی شجاعت ہے تو صالح کی فصاحت

وبلاغت بھی، یونس کی طاعت ہے تو یعقوب کی بشارت بھی، لوط کی حکمت ہے تو یحییٰ کی عصمت بھی، داؤد خلیفہ اللہ کا لحن وصوت ہے تو موسیٰ کلیم اللہ کا جلال وشدت بھی، ادریس کا درس وتدریس ہے تو ابراہیم خلیل اللہ کی خلت بھی، الیاس کا وقار ہے تو اسحٰق کی رضا بھی، ایوب کا صبر ہے تو یوسف صدیق اللہ کا حسن وجمال بھی ...... ہے، عیسیٰ روح اللہ کا زہد وکرم بھی، سلمان کا تخت وملک ہے تو اسمٰعیل ذبیح اللہ کی لسان بھی، یوشع کا جہاد ہے تو ہارون کا تحمل بھی، علیہم الصلوٰۃ والسلام

کریم کا کرم ہے بے حساب کیا کہنا خدا نے ایک محمد میں دیدیا سب کچھ

امت کا کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس میں یہ ساری صفات جمع ہوں اگر ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو صرف نبی ہی نہیں امام الانبیاء ہیں سید المرسلین ہیں طٰہٰ اور یٰس ہیں۔ رسول آقا ہیں اور امت غلام اور جو غلام آقا کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرے وہ غلام نہیں نالائق ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالکرمِ منبعِ العِلمِ وَالحِکَم وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اجمعِیْن.

رسول خدا اور شرعی احکام

اگر اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ کا مطلب یہ لیا جائے کہ رسول احکام شریعت میں امتی کے برابر ہیں تو بھی غلط ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک رسول نافذ شریعت ہیں امتی محکوم شریعت ہے رسول محترم پر چھ وقت کی نماز فرض تھی، یعنی نماز تہجد بھی فرض تھی، اور امتی صرف پنج وقتہ نماز کا مکلّف ہے، مال دار امتی پر زکوٰۃ فرض ہے آمنہ کے لال رسول باوقار پر زکوٰۃ فرض نہیں تھی، امتی سو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، رسول سو جائیں تو وضو برقرار رہتا ہے امتی کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور رسول کا کلمہ اس کے علاوہ لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ ہے۔ اگر امتی یہ کلمہ پڑھ لے تو کافر ہو جائے امتی کا ایمان ایمان بالغیب ہے، رسول کا ایمان ایمان بالشہادۃ ہے، امتی کے مرنے کے بعد میراث تقسیم ہوتی ہے۔ رسول کے وصال کے بعد میراث تقسیم نہیں ہوتی، امتی بیٹھ کر نفل پڑھے تو آدھا ثواب پاوے رسول بیٹھ کر پڑھیں تو ثواب میں کمی نہ ہو۔

ابتداء اسلام میں صحابۂ کرام نے یہ سمجھا تھا کہ ہم احکام شریعت میں رسول کے مثل ہیں لیکن

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ فرما کر صحابہ کی اصلاح فرمادی، رسول نے ابو بردہ صحابی کیلئے بکری کا چھ ماہی بچہ قربانی کی نیت سے ذبح کرنے کو جائز فرمادیا اور امت کے لئے یہ جائز نہیں، حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری کی تنہا گواہی دو گواہوں کے برابر مانی جاتی تھی، ایک اور صحابی کیلئے روزے کا کفارہ خود کھالینا جائز قرار دیا، ایک اور صحابی کیلئے عالم جوانی میں بیوی کا دودھ پینا حلال فرما کر حرمت رضاعت ثابت کردی حالانکہ عام امتی کیلئے یہ حکم نہیں ہے۔ دو اور صحابی کو ریشمی کپڑا پہننا جائز قرار دے دیا، جب کہ افراد امت کے مردوں کیلئے ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے۔ شہنشاہ شجاعت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کو جنابت کی حالت میں مسجد میں جانا مباح فرمادیا، براء بن عازب کیلئے سونے کی انگوٹھی جائز فرمادی، سراقہ بن مالک کو آپ کی اجازت سے سونے کا کنگن پہنایا گیا۔ ایک صاحب محض اس شرط پر اسلام قبول کرتے ہیں کہ ہم صرف دو ہی وقت کی نماز پڑھیں گے۔ امتی کے واصل بحق ہوجانے کے بعد بیوی دوسری شادی کرسکتی ہے، لیکن رسول کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں کسی کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔ امت کیلئے حسب حیثیت بیک وقت چار بیوی رکھنے کی اجازت ہے۔ رسول جس قدر چاہیں رکھیں یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اے نبی کی بیبیو تم اپنی ازدواجی زندگی میں بے مثل ہو کوئی خاتون تمہارا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

یہ ہیں نبی کی وہ خصوصیات جن کا وجود رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی دوسرے میں نہیں ہوسکتا، لاؤ دنیا کی کسی خاتون کو اور پیش کرو عائشہ صدیقہ کے مقابلہ میں میرا دعوی ہے کہ نہیں پیش کرسکتے۔ کچھ سمجھے آپ نبوت کے بستر پر سونے والی خاتون دنیا کی تمام عورتوں میں بے مثل و بے مثال ہیں تو نبی کے کمال کا عالم کیا ہوگا۔ ذات رسول کا عالم کیا ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بارِک وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلاَ ماً عَلَیْکَ یا رَسُوْلَ اللّٰہ

نسبت سے شئے ممتاز ہوتی ہے امہات المومنین کو یہ فضیلت محض اس لئے ملی ہے کہ انھیں نسبت ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ رسول کی بشریت اور ہے امت کی بشریت اور ہے۔

کمالات نبی پردوں میں بھی یوں جگمگاتے ہیں کہ جیسے نور ظلمت میں کبھی پنہاں نہیں ہوتا

ہم کیسے کہہ دیں کہ ہماری بشریت اور رسول کی بشریت میں کوئی فرق نہیں ہے، کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ علماء اہل سنت رسول کی بشریت سے انکار کرتے ہیں، رسول کو بشر تسلیم نہیں کرتے واللہ ہرگز ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ ہمارا متفقہ عقیدہ تو یہ ہے کہ جو رسول کو بشر نہ مانے وہ کافر ہے اور جو اپنی طرح بشر مانے وہ بھی کافر ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں رسول بشکل بشر رحمت کبریا ہیں، بشریت رسول کا لبادہ ہے، بشریت کا جامہ پہن کر رسول تشریف لائے ہیں لیکن کچھ نا سمجھوں نے بشریت کو رسول کی حقیقت سمجھ لیا ہے۔ اللہ جل جلالہ رسول اکرم کے طفیل ان کو سچی سمجھ عطا فرمائے۔ نہ ہی رسول امت کی طرح ہیں اور نہ امت رسول کی طرح، نبی کی بشریت اور ہے، امت کی بشریت اور ہے۔ اب آپ دست رسالت کا معجزہ دیکھئے اور سمجھتے چلئے۔

دست نبوت کا اعجاز

کف دست رحمت میں ہے سارا عالم زمیں آپ کی آسماں آپ کا ہے

امت کا ہاتھ رسول کے ہاتھ کی طرح نہیں ہوسکتا بخاری شریف کی حدیث ہے: ''اُوْتِیتُ بِمَفَاتِیحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِی یَدِیْ'' رسول فرمارہے ہیں زمین کے خزانے کی چابی لائی گئی اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئی زمین کے خزانے سونا، چاندی، پیتل، تانبہ، پٹرول، نباتات جمادات ہر طرح کے دانے پھول پھل ہیں اور آقا فرمارہے ہیں ان سب کی چابیاں میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ مطلب یہ ہے کہ رسول کو زمین میں تصرف کرنے کا کلی اختیار دے دیا گیا۔ رسول جس طرح چاہیں تصرف کرسکتے ہیں اور دوسری حدیث سے اس کی مطابقت بھی ہو رہی ہے: ''اَللّٰهُ یُعْطِیْ وَ اَنَا قَاسِمٌ'' اللہ عطا فرماتا ہے میں تقسیم کرتا ہوں۔

اور تقسیم وہی کرتا ہے جس کے ہاتھ میں کچھ ہوتا ہے۔ دنیا میں ہے کسی کا ایسا ہاتھ جس پر ناز کیا جاسکے، شجاعت رسول کے ہاتھ پر مچلتی تھی۔ رسول کے دست نبوت سے وجود میں آنے والی چیز اپنی نظیر آپ ہے، رسول کا ہاتھ اٹھتا ہے تو ڈوبا ہوا سورج لوٹ آتا ہے۔ اشارہ پاکر چاند دو حصوں میں بٹ جاتا ہے، جنگ احد کے دن عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ جاتی ہے، حضور اکرم کھجور کی ایک

شاخ عطا فرماتے ہیں وہ کھجور کی شاخ رحمت کا اشارہ پاتے ہی بہترین تلوار بن جاتی ہے اور عبداللہ لڑنے لگتے ہیں، دنیا میں کسی کا ایسا ہاتھ نہیں اور ہرگز نہیں، دست رسول کا کمال تو دیکھئے حضرت ابو زید انصاری کی داڑھی اور سر پر پھیرا جاتا ہے تو سو سال کی عمر ہو جانے کے بعد بھی ایک بال تک سفید نہیں ہوا، اور مرتے دم تک ابوزید کے چہرے پر جوانی کی نظیر بہار قائم رہتی ہے۔

تاریخ سے پوچھیے تو جواب دے گی کہ رسول کی انگلیوں نے کمال نبوت کا اتنا شاندار مظاہرہ کیا ہے جو اپنی نظیر آپ ہے۔ تاریخ میں تیرہ مقامات ایسے ملتے ہیں جہاں انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا ہے۔

صلح حدیبیہ کا مشہور اعجاز ہے ۶ھ کی بات ہے صحابہ کرام کا مقدس گروہ رسول اعظم کی قیادت میں عمرہ کے ارادے سے چلتا ہے، حدیبیہ کے تاریخی مقام پر نزول اجلال فرمایا جاتا ہے صحابہ کی کثرت کے سبب کنواں سوکھ جاتا ہے لوگ پانی کے ایک ایک قطرہ کے لئے پریشان ہو جاتے ہیں، رسول نے ایک بڑے پیالے میں اپنا دست اطہر ڈالا اور پانی جاری ہوگیا، پندرہ سو لشکر نے خوب پیا اور جانوروں کو پلایا پھر بھی پانی کم نہ ہوسکا اور ہوتا کیسے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنج آب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

معلوم ہوا کہ نبی کا ہاتھ اور ہے امتی کا ہاتھ اور ہے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ جب ہاتھ برابر نہیں ہو سکتے تو ذات ذات کیسے برابر ہوگی۔

رسول اعظم کا جسم بے سایہ

آب آیئے رسول کے جسم پاک کی طرف چلیں۔

حجة الله على العالمين کے (ص ۶۸۶) پر یہ حدیث ہے: ''لم یکُنْ یُریٰ لَهٗ ظلٌّ لا فی الشمس وَلَا فی القمر '' چاند کی چاندنی میں سورج کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہیں آتا تھا اور ہونا بھی نہیں چاہیئے اس لئے کہ رسول کی حقیقت ''قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰهِ نورٌ '' اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ سورج بھی نور ہے چاند بھی نور ہے، نہ ہی سورج کا سایہ ہوتا ہے نہ چاند کا خدا نے رسول کو بھی نور کہا ہے لہٰذا رسول کا سایہ بھی نہیں ہے، البتہ سورج چاند کے نور

ہونے میں اور رسول کے نور ہونے میں فرق ہے، رسول آقا کی حیثیت سے نور ہیں اور چاند سورج غلام کی حیثیت سے نور ہیں، چاند اور سورج سے روشنی ملتی ہے آقا سے بھی روشنی ملتی ہے، دونوں میں فرق ہے سورج آسمان کو روشن کرتا ہے اور رسول آسمان و زمین دونوں کو روشنی بخشتے ہیں، سورج آسمان کا چراغ ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کے چراغ ہیں سورج کے نکلنے سے لوگ نیند سے بیدار ہوتے ہیں رسول کے چراغ سے دنیا عدم سے وجود میں آئی ہے۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا　　سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

ہے کوئی ایسا جسم جس کا سایہ نہ ہو اگر ہے تو رسول کا جسم پاک ہے کسی اور کا نہیں، ایک طرف جسم بے سایہ اور ایک طرف جسم سایہ دار دونوں ایک جیسے کیسے ہو سکتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ رسول کا جسم اور ہے امت کا جسم اور ہے، تھوڑی دیر کیلئے گہرائی میں اتریئے اور غور کیجئے جسم رسول کا سایہ کیوں نہیں تھا۔ قربان جایئے خدا کی قدرت پر رب قدیر نے ہر نبی کو رفعت اور عظمت عطا فرمائی لیکن محمد رسول اللہ کی شان بے مثالی کچھ اور ہے، حسن و کمال جاہ و جلال، ملک و مال، جود و نوال غرضیکہ ہر کمال عطا فرمایا، رب غفور اگر جسم پاک کا سایہ عطا فرماتا تو سایہ ہی رسول کی نظیر بنتا لہٰذا خدا نے اسے بھی پسند نہیں فرمایا اور دنیا کو اشارہ دے دیا کہ جس طرح میرا محبوب ہر لحاظ سے بے مثل و بے مثال ہے اسی طرح جسم بے سایہ میں بھی بے مثل و بے مثال رہے گا۔ رسول کا جسم منور بے سایہ اور جسم رسول سے نسبت رکھنے والا گنبد خضریٰ بھی بے سایہ ہے یقین نہ ہو تو مدینہ جا کر دیکھ آیئے۔

نظر آیا اسے سائے میں بھی محبوب کا ثانی　　خدا نے اس لئے رکھا نہیں سایہ محمد کا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالکرمِ منبعِ العِلمِ وَالحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

مصطفٰے کی بشریّت دافع شرک ہے

رسول اللہ کی بشریت خلیل اللہ کی تاریخ سے سمجھیئے مسئلہ خود ہی ہو جائیگا۔

اولو العزم پیغمبر سیدنا خلیل اللہ نے توحید کی تبلیغ شروع کی نمرود اسے کب برداشت کرتا مخالفت شروع کردی، جب سیدنا خلیل اللہ نے بتوں کو توڑا تو ان کے چچا آزر ہی نے نمرود کے دربار میں ۳۰۲ کا مقدمہ قائم کیا تھا۔ اور سختی سے نبٹنے کا حکم دیا تھا، بھرے دربار میں بحث شروع ہوتی ہے، توحید ورسالت خلیل اللہ کا موضوع مناظرہ تھا اور کفر وشرک نمرود کا۔

نمرود نے ایک سوال کیا تھا اور سیدنا خلیل اللہ نے متواتر دو جواب ارشاد فرمائے تھے۔ سوال تھا ابراہیم تمہارا رب کون ہے جواب دیتے ہیں ''رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ'' میرا رب وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔ نمرود نے جلانے اور مارنے کا مفہوم کچھ اور سمجھا اور کہا بس اتنی سی بات کیلئے تم میری مخالفت کرتے ہو۔ یہ کوئی اہم کام نہیں، ایسا تو میں بھی کرسکتا ہوں، فوراً دو قیدی بلوائے گئے ایک کو جان سے مار دیا گیا دوسرے کو رہا کر دیا گیا اور لن ترانی ہانکنے لگا خلیل اللہ نے سوچا یہ گھامڑ ہے فوراً مناظرہ کا رخ بدل دیا، اور فرمایا: قَالَ اِبْرَاهِيمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ ''میرا خدا وہ ہے جو سورج کو پورب سے نکالتا ہے اگر تو خدائی کا مدعی ہے تو پچھم سے نکال دے۔ ''فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ'' تو کافر کے ہوش اڑ گئے۔ نمرود گھبرا کر لاجواب ہو گیا۔ میرا اذعان ہے کہ خدا کے سوا دوسرا ایسا کر بھی نہیں سکتا۔

سامعین کرام اس قرآنی ارشاد کو ذہن میں رکھئے اور صہبا کے مقدس مقام پر پہونچئے۔

جب سے دیکھا ہے لباس بشر میں تم کو ہر فرشتے کی تمنا ہے کہ انساں ہو جائے

جنگ کی واپسی ہے عصر کا وقت ہو چکا ہے، دھوپ کی شدت ہے آفتاب نبوت مہتاب رسالت رحمت کا سایہ ڈالے ہوئے ہیں۔ رسول کائنات نے عصر کی نماز ادا کرلی علی نے نہیں پڑھی راز یہ تھا کہ آج آفتاب نبوت آفتاب آسمانی پر اپنا خاص جلوہ فرمائے گا تا کہ دنیا دیکھ لے کہ رسول کی حکمرانی زمین سے آسمان تک ہے، حکم ہوتا ہے کہ علی تھوڑی دیر کیلئے آرام کرلوں، مولائے کائنات سرور کائنات کے لئے اپنا زانو پیش کرتے ہیں، رسول آرام فرما ہو جاتے ہیں، آنکھیں سو رہی تھیں دل بیدار تھا، نیر تاباں شام کی کالی گھٹا میں چلمن پوش ہونے والا ہے مولائے کائنات ایک نظر سورج کی کرن پر ڈالتے ہیں اور دوسری نگاہ آفتاب نبوت پر دل میں صلوٰۃ وسطیٰ کا خیال آتا ہے جو پنج وقتہ نمازوں میں سب سے اہم ہے۔ خیال کی دنیا انگڑائی لیتی ہے نماز قضا ہونے کی فکر دامن

گیر ہوتی ہے، ساتھ ہی دل ملامت کرتا ہے علی خبردار جب آفتاب نبوت تمہاری گود میں ہے تو آفتاب آسمانی کی کیا پرواہ مولائے کائنات سوچ رہے ہیں اگر نہ جگاؤں تو عبادت قضا ہوتی ہے جگادوں تو محبت کی قضا نہیں ہے آخر کار محبت غالب آتی ہے سورج غروب ہو جاتا ہے نماز عصر قضا ہو جاتی ہے اس وقت سیدنا علی زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

نمازیں قضا ہوں تو پھر سے ادا ہوں محبت قضا ہو تو کیسے ادا ہو

نماز کے غم میں آنسو کے قطرات موتی بن کر رخسار شجاعت پر قربان ہو رہے ہیں نگاہ نبوت بیدار ہوتی ہے علی غمگین ہیں آقا پوچھتے ہیں: مَا يُبْكِيكَ يَا عَلِي اے علی کیوں رو رہے ہو۔ محبت تو دیکھئے رسول جان رہے ہیں اور محبت سے پوچھ بھی رہے ہیں۔ علی نے کہا حضور نماز عصر قضا ہوگئی ہے۔ جواب ملتا ہے علی رسول کی محبت میں قربان ہونے والی نماز قضا نہیں ہوا کرتی ادا ہوتی ہے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی رخ زیبا غروب شدہ سورج کی طرف کیا ہی تھا کہ غلام سورج اپنے چہرہ سے ظلمات کا پردہ چاک کر کے وقت عصر پر آکر رکتا ہے حکم ہوتا ہے علی نماز ادا کرلو ادا کرلی گئی سورج پھر ڈوب جاتا ہے۔

غور کرو مسلمانو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے نمرود سے یہی تو کہا تھا کہ خدا وہ ہے جو سورج کو پورب سے پچھم کی طرف لے جاتا ہے اگر تو خدا ہے تو پچھم سے نکال دے اور نمرود نہ نکال سکا تھا۔ خلیل اللہ نے جو فرمایا تھا رسول اللہ نے اسے کر دکھایا دوسری بات یہ ہے کہ خلیل اللہ نے الوہیت کی دلیل بنا کر پیش کیا تھا لہٰذا مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ خلیل کی دلیل کی روشنی میں محمد رسول اللہ کو دنیا کیا کہتی وہم پیدا ہوسکتا تھا کوئی اعتراض کرسکتا ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ کے کہنے کے مطابق رسول رسول نہیں خدا ہیں اور یہ شرک ہے، حالانکہ میرا رسول شرک پھیلانے نہیں آیا بلکہ کفر و شرک کی دنیا زیر و زبر کرنے کیلئے آیا تھا لہٰذا اس ہونے والے اعتراض کو دور کرنے کیلئے رسول اللہ کو اللہ کہنے سے روکنے کیلئے میرے آقا نے فرمایا لوگو مجھے خدامت سمجھ لینا خدا کا شریک نہ بنالینا میں اللہ نہیں رسول ہوں خدا نہیں رسول خدا ہوں میرا لباس " إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ " ہے میں ظاہری شکل وصورت میں تمہاری طرح انسان ہوں لیکن اس سے دھوکہ نہ کھانا آگے بھی پڑھ لینا "يُوحَىٰ إِلَيَّ " میرے پاس وحی آتی ہے میں صاحب وحی ہوں تم اس سے خالی ہو، میں رسول اللہ ہوں، تم

امت رسول اللہ ہو، میں ایمان ہوں تم مومن ہو میں اسلام ہوں، تم مسلمان ہو، میں اصل ہوں تم فرع ہو، ہم میں تم میں بڑا فرق ہے۔

ہزاروں جبرئیل الجھے ہوئے ہیں گرد منزل میں ۔ نہ جانیں کسقدر اونچا ہے کاشانہ محمد کا

معلوم ہوا کہ رسول کی بشریت اور ہے امت کی بشریت اور ہے عقل خود ہی فیصلہ کر لیتی ہے کہ جو بشر ہوگا خدا نہیں ہو سکتا خدا وہ ہے جو زمین اور زمینیات سے پاک ہے خدا وہ ہے جو مکان و مکانیات سے پاک ہے خدا وہ ہے جو زمانہ اور زمانیات سے پاک ہے، خدا وہ ہے جو مادہ اور مادیات سے پاک ہے خدا وہ ہے جو بشر اور بشریات سے پاک و منزہ ہے۔

لہٰذا پتہ چلا کہ بشریت مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم دافع شرک ہے رافع کفر ہے۔

اعلیٰ تحقیق

شیخ المحققین محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف مدارج النبوت جلد ایک باب سوم میں فرماتے ہیں۔

''ایں آیت در حقیقت متشابہات اند''

حضرت شیخ فرمارہے ہیں کہ'' قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ '' آیات متشابہات میں ہے اور آیات متشابہات کا مطلب یہ ہے کہ جو ظاہر ہے وہ مراد نہیں جو مراد ہے وہ ظاہر نہیں۔

تو خلاصہ یہ ہوا کہ بظاہر اس آیات کریمہ سے رسول اللہ کی بشریت اور مثلیت امت کے ساتھ معلوم ہوتی ہے لیکن اس کی حقیقی مراد اللہ جانتا ہے، رسول اللہ جانتے ہیں وہ ہمارے آقا ہیں لہٰذا ہم تو'' یاایُّھَا النبی '' کہتے ہیں طٰہٰ اور یٰس کہتے ہیں امام الانبیاء کہتے ہیں، سید المرسلین کہتے ہیں، مصطفےٰ جان رحمت کہتے ہیں نور مجسم کہتے ہیں، باعث ایجاد عالم کہتے ہیں، فخر آدم و بنی آدم کہتے ہیں سرور عالم کہتے ہیں۔ رسول اعظم کہتے ہیں، جو رسول کو بشر نہ مانے وہ کافر اور جو اپنی طرح بشر مانے وہ بھی کافر ہے۔

رحمت رسول پاک کی ہر شئے پہ عام ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نام ہے

نعت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوات

مالک دو جہاں مدینے میں رہبر انس وجاں مدینے میں
عالم رنگ وبو ہے یا غنچہ اور ہے باغباں مدینے میں
جس کو جان جہان کہتے ہیں ہے وہی مہرباں مدینے میں
کیوں پریشان ہو زمانے سے جاؤ اے ناتواں مدینے میں
بارش نور ہور ہی ہے جہاں ہے وہی آستاں مدینے میں
جس کی عظمت پہ تصدق ہم ہے وہ جنت نشاں مدینے میں
اس سے افضل مقام کیا ہوگا ہو اگر آشیاں مدینے میں
دیکھنا ہو اگر یہاں مصلح
چل کے دیکھو جناں مدینے میں

چھٹی تقریر

فضائل نماز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْھَادِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاہِرِیْنَ وَصَحابتہٖ المطَھَّرِیْنَ وَ اھل بیتہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ

صدق اللہ مولینا العظیم وصدق رسولہ النبی الا مین الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمدللہ رب العلمین.

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے — اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں — اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے
ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل — اس گل کی یاد میں یہ صدا بوالبشر کی ہے
سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں — ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے
لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں — کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے
ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام — یوں بندگی زلف ورخ آٹھوں پہر کی ہے
عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہد و — مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے
آ کچھ سنادے عشق کے بولوں میں اے رضا — مشتاق طبع لذّت سوز جگر کی ہے

بادۂ توحید کے متوالو شمع رسالت کے پروانو، شہدائے ملت کے جاں نثارو، اولیائے امت کے طلبگارو، غوث اعظم کے دیوانو، سرور کونین، سلطان دارین، سید الثقلین، نبی الحرمین، امام القبلتین، صاحب قاب قوسین، محبوب رب المشرقین، مطلوب رب المغربین، وسیلتنا فی الدارین، جدالحسن والحسین، صبح کائنات کے شمس الضحیٰ، شام کائنات کے بدر الدجیٰ محمد عربی روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود وسلام کا ہدیہ نچھاور کیجئے اور جھوم جھوم کر پڑھیئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ منبع الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالحکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صلوٰۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔

"اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ"

بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے

نماز کی غرض وغایت

آج میرا روئے سخن فضائل نماز ہے اور نماز کے ساتھ صاحب نماز کی فضیلت بھی ملاحظہ فرمائیں گے، خدا تک پہونچنے کیلئے رسول اعظم نے بہت سے طریقے بتائے ہیں۔ نماز ہو یا روزہ حج ہو یا زکوٰۃ ہر ایک کا مقصد خدا کی معرفت ہے۔ نماز کا فائدہ بتاتے ہوئے خالق عالم نے فرمایا ہے: "اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ" "بیشک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔"

آیت کریمہ میں دو لفظ قابل غور ہے ایک "فحشاء" دوسرا "منکر" جو چیز عقلاً بری ہو فحش کہلاتی ہے اور جو چیز شرعاً ممنوع ہے منکر کہلاتی ہے تو آیت طیبہ کا مطلب یہ ہوا کہ نماز عقلی برائی سے منع کرتی ہے۔ نماز شرعی برائی سے روکتی ہے، لیکن ان دنوں نمازیوں کا برا حال ہے ایک طرف نماز ادا کرتے ہیں دوسری طرف جھوٹ بولتے ہیں، ایک طرف سجدۂ شکر ادا کرتے ہیں دوسری طرف حرام کھاتے پیتے ہیں، ایک طرف نماز پڑھتے ہیں دوسری طرف زنا کرتے ہیں۔ حالانکہ نماز ان برائیوں سے روکتی ہے۔ آپ بتایئے قصور کس کا ہوا؟ نماز کا یا نمازی کا؟ میں کہتا ہوں قصور نماز کا نہیں خود نمازی کا ہے، نماز تو روک رہی ہے، نمازی خود ہی نہیں رکتا ہے۔

طہارت اور امام

نماز سے پہلے شرائط نماز کی پابندی ضروری ہے اور شرائط نماز میں طہارت کو خاص اہمیت حاصل ہے، طہارت صغریٰ ہو یا طہارت کبریٰ نماز کیلئے دونوں ضروری ہیں۔ نمازی کا کپڑا ناپاک ہوگا نماز نہیں ہوگی نمازی کا جسم ناپاک ہوگا نماز نہیں ہوگی، امام ہو یا مقتدی طہارت دونوں کیلئے

ضروری ہے۔مگر امام اور مقتدی میں اتنا فرق ہے کہ مقتدی کا کپڑا یا جسم ناپاک ہوگا تو اسی مقتدی کی نماز نہیں ہوگی دوسرے نمازی پر اس کا اثر نہیں ہوگا لیکن امام کا کپڑا یا جسم ناپاک ہوگا تو نہ امام کی نماز ہوگی نہ اس کی اقتدا میں پڑھی ہوئی کسی مقتدی کی نماز ہوگی اور یہ حکم اس طہارت کا ہے جو ظاہری اعتبار سے ضروری ہے۔لہٰذا مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ اگر ظاہری گندگی سے نماز نہیں ہوسکتی اور دنیا کا کوئی مفتی جواز کا فتویٰ نہیں دے سکتا تو باطنی گندگی سے بدرجہ اولیٰ نماز نہ ہوگی اور باطنی ناپاکی دل کی ناپاکی ہے، ذہن کی ناپاکی ہے، بدعقیدگی سے دل ناپاک ہوتا ہے، رزق حرام کھانے سے دل میں کدورت پیدا ہوتی ہے۔لہٰذا کسی بدعقیدہ کو امام نہیں بنایا جاسکتا ہے، گستاخ رسول کو امام نہیں بنایا جاسکتا ہے، ظاہری ناپاکی عذر شرعی کی بنیاد پر کبھی معاف بھی ہوجاتی ہے لیکن دل کی گندگی ناقابل معافی جرم ہے، گندہ دل کو نہ خدا معاف فرمائے گا نہ رسول خدا معاف فرمائیں گے، لہٰذا اے نمازیو! امام کا انتخاب کرتے ہوئے سب سے پہلے اس بات کا خیال رکھو کہ امام بدعقیدہ تو نہیں ہے گستاخ رسول تو نہیں ہے۔

فضائل وضو

وضو نماز کیلئے شرط ہے وضو کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی اور وضو میں چہرہ ہاتھ کہنی سمیت اور پیر دھویا جاتا ہے، سر کا مسح کیا جاتا ہے، وضو کی فرضیت قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے:

”یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُسِکُمْ وَارْجَلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ط

”اے مومنو جب نماز کا ارادہ کرو تو چہرہ دھولو ہاتھ دھولو کہنی سمیت اور سر کا مسح کرو اور ٹخنے سمیت پیر دھولو“

جب چہرہ دھویا جاتا ہے تو چہرہ کو ٹھنڈک پہونچتی ہے اور گرد وغبار کا صفایا ہوجاتا ہے، ہاتھ دھویا جاتا ہے تو ہاتھ کو ٹھنڈک پہونچتی ہے اور ہاتھ کا غبار صاف ہوجاتا ہے، پیر دھویا جاتا ہے تو پیر کو ٹھنڈک پہونچتی ہے اور گرد صاف ہوجایا کرتی ہے۔خدا کی مشیت یہ ہے کہ اے نمازیو تم چہرہ صاف کرکے آؤ گے ہم تمہارا ذہن صاف کردیں گے، تم ہاتھ دھوکر آؤ گے ہم تمہارا دل صاف کر

دیں گے، تم پیر دھو کر آؤ گے ہم تمہارے گناہ دھودیں گے؟ تم دنیاوی پانی سے دھو کر آؤ گے ہم رحمت کے پانی سے دھودیں گے، تم ظاہری میل دھو کر آؤ گے ہم گناہوں کا میل دھودیں گے، تم ظاہر کو ٹھنڈا کر کے آؤ گے ہم باطن کو ٹھنڈا کر دیں گے، جہاں جہاں وضو کیلئے پانی بہایا گیا ہے اس جگہ کو مہر تاباں کی طرح روشن کر دیں گے اور اتنا روشن کریں گے کہ دوسروں کو رشک ہونے لگے گا اور تم خدا کے پیارے مقبول بندے بن جاؤ گے، خدا کی رضا حاصل ہو جائے گی اور بدن کے جس حصّہ سے ماءِ مستعمل کا قطرہ گرے گا حقیقت میں گناہوں کو لے کر گرے گا، تم وضو کر کے آؤ گے ہم تمہارے درجات بلند کر دیں گے، تم کامل وضو کر کے آؤ گے ہم تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیں گے، تم کلی کرنے کے لئے منہ کھولو گے ہم تمہارے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیں گے جہاں سے چاہو گے داخل ہو جاؤ گے۔

یہ ہے بندوں پر خدا کا پیار، یہ ہے خالق عالم کا فضل و کرم، خداوندا ہم تیری رحمت کے قربان ہیں، ہم تیرے فضل کے نثار ہیں اپنے محبوب کے طفیل تو نے ہم گنہگاروں پر رحمت کی بارش برسائی ہے اور برساتا رہے گا جس کا شمار ہے نہ حدو حساب ہے ایک غیر مقصود بالذات عبادت پر اتنا کرم ہے تو مقصود بالذات عبادت پر کتنا کرم ہوگا۔

نظر نہ کر میرے جرم وگناہ بیحد پر الٰہی تجھ کو غفور رحیم کہتے ہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنا وَ مَوْلٰینا مُحَمَّدٍ مَعْدنِ الْجُودِ وَالْکرمِ منبع الْعِلمِ وَالحِلمِ وَالحکم وَاٰلِہٖ وَاصحابِہٖ وَ بَارِکْ وَسلِّمْ صلوٰۃً وَّسَلاَ ماً عَلَیکَ یارَسُولَ اللّٰہ۔

"اِنَّ الصَّلوٰۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنکَرِ"

بیشک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔

عبادت کیا ہے

رسول کا فرمان عالی شان ہے: " صَلُّوا کمَارَاَیتمُونی اصَلّی "" اے نمازیو! نماز اس طرح پڑھو جس طرح میں پڑھتا ہوں"

مطلب یہ ہے کہ جس طرح میں قیام کرتا ہوں تم بھی کرو جس طرح میں رکوع کرتا ہوں تم

بھی کرو، جس طرح میں سجدہ کرتا ہوں تم بھی کرو جس طرح میں قعدہ کرتا ہوں تم بھی کرو، جس طرح میں خروج بصنعہ کرتا ہوں تم بھی کرو، پورے طور سے میری نقل اتارو مقبول بارگاہ الٰہی ہو جاؤ گے لیکن خبردار! یاد رکھنا نقل کیلئے عقل چاہیئے، نقل کرتے کرتے اپنی طرح مت سمجھ لینا ورنہ ناقل سے جاہل ہو جاؤ گے، خبر بھی نہ ہوگی عبادت بے کار کر دی جائے گی دیکھتے رہ جاؤ گے۔

کعبہ کا طواف کرنا رسول خدا کی ادائے طواف کی نقل ہے، حجر اسود کو چومنا سرکار دو جہاں کے بوسہ کی نقل ہے، فاروق اعظم سیدنا عمر بن خطاب نے حجر اسود سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا: ''لَو لَا اِنّی رَایتُ رَسُولَ اللّٰہِ یُقَبِّلُ ما قَبَّلْتُک''' اے سنگ اسود تجھے رسول مختار نے نہ چوما ہوتا تو میں نہیں چومتا تو بوسہ گاہ مصطفٰے ہے اس لئے دنیا کی نگاہ میں محبوب ہے۔

صفا اور مروہ حضرت ہاجرہ کی دوڑ کی نقل ہے، منٰی جانا شیطانوں کو پتھر مارنا، قربانیاں دینا حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کی مبارک اداؤں کی نقل ہے الغرض جس عبادت کو دیکھئے مقبولان بارگاہ الٰہی کی پیاری اداؤں کی نقل ہے، حکم خدا پر عمل کرنا بزرگوں کے انداز عمل کا نام ہے، جہاں بھی دیکھئے نقل ہی نقل ہے۔

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

نماز کیا ہے

نماز افضل العبادات ہے، نماز شان بندگی ہے، نماز وقار زندگی ہے، نماز رضائے الٰہی کا باعث ہے، نماز مصطفٰے جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، نماز معیار انسانیت ہے نماز جہنم سے بچائے گی، نماز رحمت خدا کا ذریعہ ہے، نماز دینی اور دنیاوی برکات کا حسین مجموعہ ہے، نماز شان شریعت ہے، نماز آن طریقت ہے، نماز ستون دین الٰہی ہے، نماز بیمار طبیعت کا علاج ہے، نماز معرفت کا زریں موقع ہے، نماز شعائر اسلام ہے، نماز توحید و رسالت کی نغمہ سرائی ہے، نماز سنت انبیاء ہے، نماز عزت کا دوسرا نام ہے، نماز عظمت کی ترجمان ہے، نماز نفس امارہ کے ساتھ جہاد ہے، نماز نور ہے، نماز برہان ہے، نماز فضیلت بخش ہے، نماز رب العلمین سے ہم کلامی کا

شرف ہے، نماز حیات ابدی کا آرزو مندانہ فیصلہ ہے، نماز صراط مستقیم کا روشن باب ہے، نماز حکم الٰہی کی پابندی ہے، نماز تکمیل ایمان ہے، نماز دیدار الٰہی کا راستہ ہے، نماز انبیاء کیلئے معجزہ ہے، نماز مخلص مومن کیلئے کرامت ہے، نماز توبہ وانابت ہے، نماز خدا کے حضور بندوں کا اظہار عاجزی ہے، نماز قادر مطلق کی کبریائی کا اقرار ہے، نماز دل ودماغ نفس وروح کی پاکیزہ غذا ہے، فطرت صلوٰۃ پر کائنات کی خلقت ہوئی ہے، نماز ذکر خدا اور استغفار ہے، نماز بیک وقت تمام اعضا کی عبادت ہے، نماز جنتی زیور ہے، نماز شفاعت کا ذریعہ ہے، نماز کرامت کا رخ تاباں ہے، نماز فلاح دارین ہے، نماز گناہوں کا کفارہ ہے، نماز اتحاد و یگانگت کا روح پرور نظارہ ہے، نماز بے حیائی اور برائیوں سے روکتی ہے، نماز وقت کا پابند بنادیتی ہے، نماز شیطان رجیم کیلئے مار ہے، نماز ادائے محبوب کا انداز ہے، نماز بلاؤں سے محفوظ رکھتی ہے، نماز قرآن حکیم کی نشر واشاعت اور تحفظ ہے، نماز ابلیس لعین سے بچنے کیلئے بہترین ہتھیار ہے، نماز فرض عین ہے اور نماز کا منکر کافر ہے، نماز محبت رسول اللہ کی مظہر ہے، نماز مومنوں کی معراج ہے، نماز رسول کی پسندیدہ عبادت ہے، یاد رکھیئے اور ذہن خانہ میں محفوظ کر لیجئے کہ نماز دوطرح پڑھی جاتی ہے، ایک نماز شریعت دوسری نماز محبت، نماز شریعت مسجد میں ادا ہوتی ہے، نماز محبت نیزوں کی بوچھار میں ادا ہوتی ہے، دشمن کی بے جا یلغار میں ادا ہوتی ہے، تلواروں کے سائے میں ادا ہوتی ہے، یاد الٰہی میں کھو کر ادا ہوتی ہے، دنیا اور مافیہا سے منقطع ہو کر ادا ہوتی ہے، انداز رسول کے ساتھ ادا ہوتی ہے، بلکہ یوں کہئے کہ دیدار الٰہی کے ساتھ ادا ہوتی ہے، اس وقت نمازی خدا کو دیکھتا ہے اور خدا نمازی کو دیکھتا ہے، لہٰذا نماز سے قلبی جھکاؤ اور روحانی توجہ مبذول ہوا کرتی ہے۔

نقشہ نمازی یوں نماز عشق کا کھینچا کرے ۔۔۔ میں اسے دیکھا کروں اور وہ مجھے دیکھا کرے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُودِ وَالْکَرَمِ منبع الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالحکم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ صلوٰۃً وَّسَلَاماً عَلَیْکَ یارَسُوْلَ اللّٰہ۔

نماز کا فلسفہ

اسلام پوری کائنات کا مذہب ہے اور اس کی تعلیم کا مرکزی نقطہ ایمان بالغیب ہے، باقی

اعمال خطوط کی طرح ہیں جو محیط سے مرکز کو جاتے ہیں۔ ارکان اسلام پر نظر ڈالئے فلسفہ خود ہی سمجھ میں آجائے گا۔

چنانچہ ہماری توحید و رسالت شیرازہ بندی کا پیغام محبت ہے، ہماری نماز صف بندی کا درس عبرت ہے۔ ہمارے روزے جفاکشی اور صبر وتحمل کے آئینہ دار ہے، ہماری زکوٰۃ جاں نثاری کی طرف پہلا قدم ہے اور ہمارا حج وحدت کا عظیم سبق ہے۔ آپ جس عمل کو دیکھئے تنظیم ملت کا لافانی شاہکار ہے اور عشق و محبت کی آخری منزل کیلئے تیاری کر رہا ہے۔ افضل العبادات نماز عظیم تحفہ ہے، اللہ جل جلالہٗ نے اپنے رسول باوقار کے طفیل نماز کا تحفہ عطا فرمایا گویا اللہ نے نمازی کو اپنے حضور بلایا۔ سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج میں اپنے سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار فرمایا: ''مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی'' دلالت کر رہا ہے اور امتی نماز میں خدا کا دیدار کرتا ہے۔

نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:۔ ''صَلِّ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ'' مطلب یہ ہے کہ اے نمازیو! نماز اس طرح پڑھو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو، اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو اتنا خیال ضرور رکھنا کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔

حقیقت میں رسول باوقار نے رب کے دیدار کا طریقہ بتایا ہے سلطان دارین نے اپنے خدا سے شب معراج میں کلام فرمایا اور امتی نماز میں رب سے ہمکلام ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نور مجسم نے نماز کی اہمیت اور فضیلت اس طرح بیان فرمائی: ''الصلوٰۃ معراج المومنین'' نماز مومنوں کی معراج ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ سر کی آنکھوں سے دیدار کرنا رسول کی معراج ہے، اور رسول کے لائے ہوئے تحفہ کو قبول کر لینا امت کی معراج ہے، نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور السلام علیکم و رحمۃ اللہ پر پوری ہوتی ہے نمازی کا اللہ اکبر کہنا اس بات کی صراحت ہے کہ اے معبود حقیقی ہم اللہ اکبر کی تیز چھری سے اپنے سرکش نفس کو ذبح کر کے تیری بارگاہ اقدس میں حاضری کی اجازت چاہتے ہیں، اللہ تو سب سے بڑا ہے، ہم نے تکبیر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو دنیا و مافیہا سے اٹھالیا ہے، مولا تو مجھے دیکھ لے میں تجھے دیکھ لوں اور السلام علیکم کا آخری نماز میں کہنا اس بات کی وضاحت ہے کہ تجلی الٰہی کی بیش بہا دولت سے مستفید ہو کر نمازی اپنے گھر لوٹ آیا ہے، نمازی حالت قیام میں اللہ اکبر کہتا ہے تو جواباً ارشاد ربی ہوتا ہے: ''قد افلح

المومنون ''نمازی جھک کر حالت رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہتا ہے تو اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے ''وانتم الاعلون'' بلندی اور غلبہ تمہارے لئے ہے۔ نمازی سرنیاز زمین پر رکھ کر سجدہ میں کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تو ربانی ارشاد ہوتا ہے ''لھم البشریٰ فی الحیاۃِ الدنیا وَفی الأخِرۃ'' اے نیک بندے نمازی تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں بشارت ہے۔ لہٰذا نماز کو نعمت کہیئے، نماز کو دولت کہیئے، نماز کو دارین کی فلاح و بہبود کہیئے، نماز کو کامرانی کی ضمانت کہیئے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزاروں سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آفتاب رسالت کی نماز

رسول نے امت کو نماز پڑھ کے دکھایا ہے، حکم ربانی پر عمل کر کے دکھایا ہے، چونکہ رب کائنات نے سرور کائنات کو اپنی عبادت اور معرفت سے لذّت آشنا کرنے کیلئے جلوہ گر فرمایا ہے، وہ ذات جو مظہر ذات الٰہی ہے، جو باعث ایجاد عالم ہے، جو فخر آدم و بنی آدم ہے، جو مالک رقاب امم ہے، جس ذات گرامی نے رب ذوالجلال کے پیغامات سے سب سے پہلے خود کو مزین فرمایا پھر اسوۂ حسنہ کے طور پر افراد امت کو اس کی دعوت دی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راتوں کا ایک ایک لمحہ یاد الٰہی میں گذرتا رہا اور خلوت نشینی میں معبود حقیقی سے ہم کلامی ہوتی رہی، قیام فرماتے تو قدم ناز پر ورم آجاتا تھا، آپ سے پوچھا جاتا تھا یارسول اللہ آپ معصوم ہی نہیں سید المعصومین ہیں اتنا لمبا قیام کرنے میں کیا راز پنہاں ہے تو ارشاد رسول ہوتا ہے: ''اَفَلَا اکون عبداً شکوراً'' ''کیا میں اپنے رب ذوالجلال کا شکر گذار بندہ نہ بنوں''

رسول اعظم نے حیات طیبہ کے لمحات کو عبادت کے محور میں اس طرح ڈھالا تھا کہ جبین پاک پر تَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ کا داغ نہ آنے دیا۔ وہ مقدس ذات جس کے دامن کرم میں ساری کائنات ہے روزانہ سو بار خدائے بزرگ و برتر کی شان غفاری کی طرف رجوع ہو کر مغفرت طلب کرتی ہے، یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی نیاز عبودیت کا جذبۂ بیکراں سرگوشی کرتا ہے اور خدا کا پیارا محبوب اتنا سجدہ کرتا ہے کہ خالق کائنات ازراہ محبت صدا دیتا ہے:

"طٰهٰ مَا اَنزَلنَا عَلَیکَ القُراٰنَ لِتَشقٰی" "میرے پیارے ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ"

اے محبوب تمہاری نماز ہی عبادت نہیں ہے، تمہارا سو جانا بھی عبادت ہے، نماز میں رہو گے خدا کی رحمت جھک کر سلام و نیاز پیش کرتی رہیگی، سو جاؤ گے تو رب سے ہم کلام رہو گے، تمہارا سو جانا بھی معراج تمہارا جاگنا بھی معراج ہے۔

نور اندر نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے بلکہ یوں کہئے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے

ایک سوال اور جواب

سطح ذہن پر ایک سوال ابھرتا ہے کہ ہر کام کے پس پردہ ایک غرض ہوتی ہے۔ مثلاً توبہ کا فائدہ بتایا گیا ہے کہ جب مومن بندہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کے قلب وجگر میں کالا دھبہ اور داغ کا اثر ہو جاتا ہے اور توبہ واستغفار سے اس کی صفائی ہو جاتی ہے اور انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں بالخصوص محمد رسول اللہ تو سید المعصومین ہیں اس کے باوجود دن میں توبہ استغفار اور رات میں آنکھیں اشک بار رہا کرتی تھیں۔ کیا رسول بھی گنہگار تھے؟

تو جواب یہ ہے کہ نہیں اور ہرگز نہیں، میں مانتا ہوں کہ رسول اعظم نے توبہ کی ہے، استغفار کیا ہے، دلوں کی کثافت دور کی ہے لیکن اپنے لئے نہیں تعلیم امت کیلئے توبہ کی ہے، تعلیم امت کیلئے استغفار کیا ہے، امت کے دلوں کی کثافت دور کی ہے، اے گنہگار امتیو رسول کا احسان مانو کہ رسول اعظم نے تمہاری طرف سے توبہ کی ہے، تمہارے لئے روئے ہیں، تمہارے لئے آنسو بہائے ہیں رسول کی آہ سحر گاہی سیہ کاروں کی ستاری کا عام جلوہ ہے، رسول کے استغفار نے گنہگاروں کی لاج رکھ لی ہے، رسول کی عبادت نے بندگی کا درس عبرت دیا ہے، رسول کی شب زندہ داری نے عارفوں کو تجلی کی راہ دکھائی ہے، رسول کی توبہ نے پندار عبادت اور غرور تقوی کا سر کچل کر رکھ دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک خشیت الٰہی کا گنج گرانمایہ تھا۔ عشق و مستی کا منبع تھا، رسول نے عبادت فرما کر دنیا کو انداز عبادت بتایا ہے اور خدا کی معرفت کا وہ جوہر دکھایا ہے جس کے باعث لوگوں کے دلوں میں محبت الٰہی کی شمع فروزاں روشن ہوتی گئی، نور کی کرن پھوٹتی گئی اور خدا کی طرف سے رحمت کا نزول ہوتا گیا اور مخلوق خدا نے انداز عبادت سیکھ لیا ورنہ

لوگوں کو معلوم نہیں ہوتا کہ نماز کیا ہے اور عبادت کسے کہتے ہیں۔

وہ شب بھر جاگنا اور رات بھر رونا محمد کا
تمہارے ہی لئے تھا اے گنہگار و سیہ کار و

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰے سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکرمِ منبع الْعِلمِ وَالحِلمِ وَالحکم وَاٰلِہٖ وَاصحابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صلوۃً وَّسَلَاماً عَلَیْکَ یارَسُوْلَ اللّٰہ۔

"اِنَّ الصَّلوٰۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ"

بیشک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔

جماعت کا فلسفہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کی تاکید ان لفظوں میں فرمائی ہے: "صَلوٰۃُ الجماعۃ افضل مِنْ صَلوٰۃِ الفذ بسعٍ وعشرِیْنَ دَرَجَۃً" جماعت کی نماز تنہا نماز سے ۲۷ درجہ افضل و اعلیٰ ہے جماعت خدا کو پسند ہے، جماعت رسول کو پسند ہے، جماعت اولیاء اللہ کو پسند ہے، اس لئے کہ "یَدُ اللّٰہِ عَلٰے الجَمَاعَۃ" جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔

خدا کو پسند یہ ہے کہ نمازیو! تم جماعت کرو گے ہم تم پر رحمت کا سایہ ڈالیں گے، تم جماعت کے ساتھ میرے حضور ہو گے، ہم فرشتوں کی جماعت تمہارے حضور کریں گے، تم ایک لاؤ گے ہم ستائیس دیں گے چونکہ جماعت میرے رسول نے قائم کی تھی، جماعت صحابی رسول نے قائم کی تھی۔ جماعت میں عام نمازی ہوتے ہیں، نائبین انبیاء ہوتے ہیں، عاشقان جمال مصطفےٰ ہوتے ہوتے ہیں، بلکہ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر نماز ہی ناز کرتی ہے۔ جماعت میں ایک نمازی کا سجدہ قبول ہو گیا تو اس کے طفیل دوسرے سجدے بھی قبول ہو جائیں گے۔ میرا اذعان ہے کہ مقبول سجدہ مقبول بارگاہ الٰہی کا ہوتا ہے، اولیاء اللہ کا ہوتا ہے مخلصین له الدین کا ہوتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ نماز میں بھی اولیاء اللہ کی ضرورت ہے جو لوگ اولیاء اللہ کی مخالفت کرتے ہیں انھیں جماعت کا اہتمام نہیں کرنا چاہئیے بلکہ نماز ہی نہیں پڑھنا چاہیئے۔

جماعت "وَاعتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً وَلَا تَفَرَّقُوْا" کی عرفانی تفسیر ہے، جماعت یگانگت اور اتحاد کا درس عظیم ہے، جماعت اتباع کا شاندار نمونہ ہے جماعت کل مومن اخوۃ کا

بہترین مظاہرہ ہے۔جماعت باوقار اسلامی پریڈ ہے،ایک امام کے اشارے پر مقتدیوں کا رکن نماز ادا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان صرف روحانی اور ایمانی رشتوں کے اعتبار ہی سے ایک نہیں ہیں بلکہ عملی اعتبار سے بھی ایک ہیں نیک ہیں عبادت کا یہ اجتماعی انداز دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ہے اگر ہے تو صرف مذہب اسلام میں ہے۔

امیر ہو یا غریب،فلک بوس عمارت کا مکین ہو یا فرش خاک پر لیٹنے والا مسکین،باوقار زمانہ ہو یا فقر وفاقہ کو گلے لگانے والا،عہدیدار ہو یا خانہ بدوش بلا امتیاز جماعت میں سب کو شانہ بشانہ کھڑا ہونا ہے اگلی صف میں پہلے سے موجود گدڑی پوش فقیر کو آنے والا شہنشاہ تاج پوش نہیں اٹھا سکتا ہے۔غریب امام اشراف زمانہ مقتدی کو اپنے پیچھے جھکوا کر ارکان نماز ادا کرتا ہے اس کا فلسفہ یہ ہے کہ خانۂ خدا میں دنیاوی دولت مقدم نہیں ہے تقویٰ مقدم ہے" اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ"
اللہ جل جلالہ کو تمہارا التقویٰ پسند ہے لہٰذا شہنشاہ روزگار نہ ہوگا،تقدس شعار ہوگا،متقی پرہیزگار ہوگا۔

برائے فتح پہلی شرط ہے ثابت قدم رہنا جماعت کا بہم رکھنا ، جماعت کا بہم رہنا

"اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ"

بیشک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔

جماعت کے بعد دعا

جماعت کے بعد امام کو حکم ہوتا ہے کہ دعا قبلۂ نماز کی طرف نہ کی جائے بلکہ پورب،اتر،دکھن قبلہ کے علاوہ جس طرف چاہے کی جائے،اور افضل یہ ہے کہ گنبد خضریٰ کی طرف منھ پھیر کر دعا کی جائے،عین قبلہ کی طرف دعا کرنے کو فقہائے کرام مکروہ بتاتے ہیں،امام ہی کو یہ حکم اسلئے ہوتا ہے کہ امام اپنے مقتدیوں کا نمائندہ ہوتا ہے،امام نے منھ پھیر لیا تو گویا پوری قوم مقتدیوں نے منھ پھیر لیا۔

راز یہ ہے کہ خدا کی نماز قبلہ نماز کی طرف ہوگی اور قبولیت کی دعا قبلہ نماز ایمان کی طرف ہوگی کعبہ کے کعبہ کی طرف ہوگی رخ پاک مصطفیٰ قبلہ ایمان ہے،کعبہ ہے کائنات کا سر کعبہ کی طرف جھکتا ہے اور کعبہ کا سر مدینۃ النبی کی طرف جھکتا ہے،کیا ہی خوب فرمایا ہے تاجدار اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے

تیرے ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا　　رخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا

مسلمانو یقین جانو کہ تمہاری دعا قبلہ نور کی طرف ہوگی کعبۂ ایمان کی طرف ہوگی تو قبول ہوگی ایسا لگتا ہے کہ خدا نے اپنی ادائے عبادت میں اپنے محبوب کی ادا کو ملحوظ رکھا ہے، گستاخ نبی جہان سے نبی کا انداز محبت بھلانے کی کوشش کررہا ہے، وہیں نبی آخرالزماں کا نقش قدم رہبری کرتا نظر آرہا ہے اور جہاں جہاں نبی کا نقش قدم ہوگا وہاں نبی کی یاد ہوگی۔

کچھ لوگ یہ سوچ کر چلے کہ صرف خدا کا ذکر کریں گے، تلاش کرنے لگے جس عبادت کو دیکھا نبی کا انداز عبادت ملا، بڑی جدوجہد کے بعد نماز کی طرف پلٹے شاید نبی کی یاد نہ آئے گی، نبی کا جلوہ نہ دیکھیں گے، لیکن جب نماز میں آئے تو تکبیر تحریمہ سے لے کر ختم دعا تک رسول ہی کا انداز ملا رسول ہی کی ادا ملی، رسول ہی کا نقش قدم ملا۔

معلوم ہوا کہ ذکر خدا، ذکر مصطفےٰ کے بعد ہوتا ہے، رسالت سے وحدت کا پتہ ملتا ہے، نبوت سے وحدانیت کی معرفت ہوا کرتی ہے۔

ذکر روکے فضل کاٹے عیب کا جویا رہے　　پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم　　نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم

یہ نماز محبت ہے

نماز اس طرح پڑھنے کا حکم ہے شرائط نماز پوری کرنے کے بعد نیت باندھ لی جائے حالت قیام میں زبان پر قرآن ہو اور نگاہ سجدہ گاہ دیکھ رہی ہو، حالت رکوع میں زبان پر سبحان ربی العظیم ہو اور نگاہ قدم دیکھ رہی ہو، سجدہ میں زبان پر سبحان ربی الاعلیٰ ہو اور نگاہ اپنی جگہ دیکھ رہی ہو، قعدہ میں زبان پر التحیات و درود ہو اور نگاہ اپنی گود دیکھ رہی ہو، سلام کرنے میں زبان پر السلام علیکم و رحمۃ اللہ ہو نگاہ کاندھے پر ہو، یہ ہے شرعی نماز جو عام طور سے پڑھی جاتی ہے۔

اور نماز محبت یہ ہے کہ زبان پر قرآن ہو اور نگاہ کعبہ دیکھ رہی ہو، زبان پر تسبیح ہو اور نگاہ خدا کو دیکھ رہی ہو، زبان پر التحیات ہو اور ذہن میں خدا کا تصوّر ہو اور دماغ جلوہ گاہ ناز کا مشاہدہ کررہا ہو، سر کی آنکھ کعبہ دیکھ رہی ہو اور دل کی آنکھ دیدار الٰہی کررہی ہو قسم خدا کی یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوگی

جب نمازی مصطفیٰ جان رحمت کا انداز سجدہ لئے ہوئے ہوگا، نور مجسم کا انداز رکوع لئے ہوئے ہوگا۔

نقشہ نمازی یوں نماز عشق کا کھینچا کرے میں اسے دیکھا کروں اور وہ مجھے دیکھا کرے

آپ غور کرتے چلئے بات واضح ہوتی جائے گی، نمازی حالت نماز میں کئی منزلوں سے گذرتا ہے اور نماز کی مختلف کیفیت ہوا کرتی ہے مگر چار کوائف خاص کر نمایاں ہوتی ہیں۔

قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ،

نمازی کی ان کیفیتوں کو دھیان میں رکھئے اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی احمد پر نظر ڈالئے چار حروف ہیں ادھر نمازی کی چار نمایاں حالت ادھر چار مقدس حروف، اس چار میں کتنی مناسبت ہے، اندازہ لگایئے نمازی حالت قیام میں احمد کا الف نظر آتا ہے حالت رکوع میں احمد کی ح نظر آتا ہے، حالت سجدہ میں احمد کی میم نظر آتی ہے اور حالت قعدہ میں احمد کی دال نظر آتا ہے۔ جس کا صریح مطلب یہ ہے کہ نماز خدا کی ہوگی ادا مصطفیٰ کی ہوگی عبادت خدا کی ہوگی، اندازِ عبادت محبوب کبریا کا ہوگا، قیام خدا کا ہوگا حالت قیام مصطفیٰ کی ہوگی، رکوع خدا کا ہوگا حالت رکوع مصطفیٰ کی ہوگی سجدہ خدا کا ہوگا حالت سجدہ مصطفیٰ کی ہوگی، قعدہ خدا کا ہوگا کیفیت رسول اعظم کی ہوگی۔ جو نمازی، خدا کی نماز سے محبت کرے گا وہ مصطفیٰ کی ادا سے محبت کرے گا اور جو عبادت انداز محبوب لے کر کی جائے گی قبول کی جائے گی جو عبادت کیفیت مصطفیٰ لے کر نہیں ہوگی مردود کر دی جائے گی۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

"اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنکَرِ" بیشک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔

پچاس نمازیں

معراج کی واپسی ہے، چھٹے آسمان پر سیدنا موسیٰ کلیم اللہ سے ملاقات ہوتی ہے، صدائے مرحبا اور تبریک وتہنیت کی گونج میں پوچھتے ہیں یا رسول اللہ کیا تحفہ عنایت ہوا؟ آقا جواب دیتے ہیں۔ "فُرِضَتْ عَلَیَّ الصلوٰۃُ خمسینَ صَلوٰۃً کلَّ یوم"۔ روزانہ پچاس نمازوں کا بیش بہا

تحفہ ملا ہے۔ موسیٰ کلیم اللہ نے کہا میری امت بنی اسرائیل پر صرف دو وقت کی نماز فرض تھی ادا نہیں کرپائی آپ کی امت پچاس کیونکر پڑھے گی، معاف کرائیے سرور کونین بارگاہ قدس میں تشریف لے جاتے ہیں اور معافی کی التجا کرتے ہیں، پانچ نمازیں معاف کردی جاتی ہیں، اس طرح متواتر نوبار تشریف لے جاتے ہیں اور ۴۵ وقت کی نمازیں معاف ہو جاتی ہیں۔

آپ کہیں گے امت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر موسیٰ علیہ السلام کا احسان ہے ورنہ پچاس نماز بارگراں ہوتی، طائرانہ نہیں، غائرانہ نگاہ ڈالیئے تو سمجھ میں آئے گا کہ اس میں دونوں طرف سے فائدہ ہے، موسیٰ علیہ السلام کا احسان ہے تو موسیٰ علیہ السلام کا فائدہ بھی، احسان تو ظاہر ہے اور فائدہ یہ ہے کہ کوہ طور پر ''رب ارنی'' کہا تھا تو جواب ملا تھا ''لن ترانی'' ہرگز نہیں دیکھ سکتے آج اچھا موقع ہے نگاہ رسول اللہ نے بلا واسطہ خدا کا دیدار کیا ہے ہم نگاہ رسول ہی کو دیکھ لیں تاکہ دیدار الٰہی کا مزہ آجائے۔

اللہ جل جلالہ، نے پچاس کی دولت نماز عطا فرما کر یہ راز پنہاں رکھا تھا تاکہ میرے محبوب بار بار آتے رہیں اور دیدار الٰہی کرتے رہیں۔ ۴۵ نمازیں گرچہ معاف ہوگئیں مگر خدا کا وعدہ ہے: ''مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا'' جو ایک نیکی لائے گا۔ اس کے بدلہ دس گنا دیا جائیگا۔

ایک نیکی گر کوئی بندہ کرے ایک کے بدلے میں اس کو دس ملے

اے محبوب تمہاری امت ۵ ہی نماز پڑھے گی اور ہم پانچ پر نقطہ لگادیں گے ثواب پچاس کا ملے گا۔ یہ حد درجہ محبت کی علامت ہے کہ پانچ پڑھو پچاس پاؤ۔ یہ واقعہ ان لوگوں کیلئے بھرپور طمانچہ ہے جو نبی کو مر کر مٹی میں ملا ہوا تصور کرتے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اگر انبیاء مردہ ہوتے تو موسیٰ کلیم اللہ یہ سوال کیوں کر کرتے اور امت رسول پر احسان کس طرح ہوتا۔ معلوم ہوا کہ نبی مردہ نہیں زندہ ہیں اور اس طرح زندہ ہیں کہ مدد پہونچانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جب کلیم اللہ کا یہ عالم ہے تو حبیب اللہ کا عالم کیا ہوگا۔

وہ عبادت ہی نہیں جسمیں نہ ہو حب رسول جسمیں بو پائی نہیں جاتی وہ ہیں کاغذ کے پھول

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ منبع الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالحكم وَاٰلِهٖ وَاصحابِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ صلوٰةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه.

بزرگوں کی نماز

ہمارے بزرگوں کو نماز سے عشق تھا، مولائے کائنات سیدنا علی مرتضٰی حالت سجدہ میں ہیں آپ کے قدم ناز سے تیر کھینچ لیا جاتا ہے، احساس تک نہیں ہوتا، حالت سجدہ میں امام حسین کو شہید کیا جاتا ہے اور مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے اپنے رب کے پاس چلے جاتے ہیں امام اعظم ابوحنیفہ کا قیام اللیل دیکھ کر ستون کا تصور ہوتا تھا، غوث اعظم کی نماز سے خدا کی رحمت متوجہ ہوتی رہی۔

ایک بزرگ کے سامنے جنت کی نعمتوں کا ذکر ہونے لگا تو کہنے لگے جنت میں سب کچھ ہوگا نماز ہوگی یا نہیں؟ جواب دیا جاتا ہے کہ جنت میں نماز نہ ہوگی تو عشق نماز کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا مجھے ایسی جنت میں مزہ نہیں ملے گا۔

کچھ ایسے نمازی ہوئے ہیں جن کا قیام لمبا ہوتا تھا، رکوع طویل ہوتا تھا، سجدہ کی مقدار زیادہ ہوتی تھی، پوچھا گیا اتنا لمبا قیام کیوں ہوتا ہے، تو جواب دیتے ہیں میں قیام کرتا ہوں اور جب تک خدا کی رحمت یہ نہیں کہہ دیتی ہے رکوع کیجئے آپ کا قیام مقبول ہے اس وقت تک رکوع کرتا رہتا ہوں جب تک سجدہ کی اجازت نہیں ہوتی، اس وقت تک سجدہ کرتا رہتا ہوں جب تک قبولیت کا پیغام نہیں آجاتا ہے۔

ان بزرگوں کی نماز پر آسمانی فرشتے رشک کیا کرتے تھے جن کا سر زمین پر ہوتا تھا دل عرش الٰہی پر ہوتا تھا۔

دہل جائیں زمین و آسماں مومن کے سجدے سے
خدا کی بندگی یہ ہے عبادت اس کو کہتے ہیں

آج پھر دنیا کو اس نمازی کی ضرورت ہے، یا اللہ ذوق سجدہ عطا فرما، خشوع خضوع کی دولت عطا فرما۔

بے نمازی کا انجام

یہ تھے نمازی کے احوال اب بے نمازی کی سنیئے۔

بے نمازی اللہ اور رسول کے نزدیک بہت برا ہے بے نمازی کا حساب سختی سے لیا جائے گا، بے نمازی کیلئے نہ نور ہوگا نہ برہان ہوگی۔ بے نمازی کا حشر فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ بعض اجلہ صحابہ اور امام شافعی کے نزدیک بے نمازی کافر ہے، امام اعظم ابوحنیفہ نے بے نمازی کو کافر تو نہیں کہا ہے البتہ کافر جیسا فرمایا ہے۔ اس مسئلہ میں سبھوں کا اتفاق ہے کہ بے نمازی فاسق معلن ہے، خداوند قدوس نے نماز سے سستی اور غفلت برتنے والوں کیلئے ارشاد فرمایا ہے۔

''فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلوتِهِمْ سَاهُون ''تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ نماز سے بھولنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ پابندی سے نہ پڑھنا، بلاوجہ مسجد میں نہ پڑھنا، صحیح وقت پر نہ پڑھنا، بلاوجہ بغیر جماعت سے پڑھنا، صحیح طریقہ سے ادا نہ کرنا، شوق سے نہ پڑھنا۔

جب نماز سے غفلت اور کسل کا نتیجہ خدائی ڈانٹ پھٹکار ہے تو بالکل نہ پڑھنے والا خدا کی یہاں کتنا معتوب ہوگا آپ خود ہی اندازہ لگا لیجئے لیکن یہ بات بھی ذہن نشین رکھیئے کہ صرف نماز کی بنیاد پر شفاعت کا امیدوار ہونا جہالت اور نادانی ہے، نجات صرف نماز سے نہ ہوگی فضل الٰہی کی بنیاد پر ہوگی رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہوگی۔

ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہوگئے تو رحمت پروردگار اپنی

وَ اٰخر دَعْوانَا اَنِ الحمد للّٰہِ رَبِّ العٰلمِیْن.

ساتویں تقریر

عید معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ والسَّلامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیَاتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُo

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلانا الْعَظِیْم وَ بلَّغنا رَسُوْلَہُ النبی الْکَرِیْم وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لِمَنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

بادۂ توحید کے متوالو، شمع نبوت کے پروانو شہداء ملت کے جاں نثارو، اولیاء امت کے طلبگارو، غوث اعظم کے دیوانو!

خاتم پیغمبراں، شفیع عاصیاں، باعث تکوین روزگار، سرکار ابد قرار، جان عالمین، سید المرسلین، طٰہٰ ویٰس، فخر آدم و بنی آدم، مالک رقاب امم، خلیفۃ اللہ الاعظم، امین اسریٰ، شہنشاہ دوسرا محمد عربی روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار گہر بار میں عقیدت ومحبت کے ساتھ درود وسلام کا ہدیہ پیش کیجئے اور والہانہ انداز میں غلامی کا ثبوت دیجئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنا وَمَوْلٰینا مُحَمَّدٍ مَعْدنِ الْجُود وَالْکرمِ منبع الْعِلمِ وَالحِلمِ وَالحکم وَاٰلِہٖ وَاصحابِہٖ وَبارِکْ وَسلّمْ صلوٰۃً وَّسلاَ ماً عَلَیْکَ یارَسُوْلَ اللّٰہ.

تاجدار اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی ارشاد فرماتے ہیں:

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کیلئے تھے
وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں

ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے
خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے
بچا جو تلوؤں کا انکے دھون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے
یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ اٹھیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے
وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اسکی طرف گئے تھے
نبی امت شفیع رحمت رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

رحمت عالم کی شان عبدیت

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گئی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی تا کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے، سرکار دو عالم دنیا میں شان رسالت کے ساتھ تشریف لائے اور رب کی بارگاہ میں شان عبدیت کے ساتھ حاضر ہوئے، لہٰذا رسول کی ذات میں رحمت ہی رحمت ہے، رسول کی بات میں حکمت ہی حکمت ہے، رسول کی ذات میں رفعت ہی رفعت ہے رسول کے ہاتھ میں برکت ہی برکت ہے، رسول کی گفتار میں راحت ہی راحت ہے، رسول کی رفتار میں شوکت ہی شوکت ہے، رسول کے کردار میں حرمت ہی حرمت ہے، رسول کے افکار میں رأفت ہی رأفت ہے، رسول کے اذکار میں عزت ہی عزت ہے، رسول کے دربار گہربار میں نکہت ہی نکہت ہے اور رسول کی توہین میں ذلت ہی ذلت ہے، رسول کے عناد میں زحمت ہی زحمت ہے، حکم رسول پر عمل کرنے میں نصرت ہی نصرت ہے، حکم رسول پر عمل نہ کرنے میں ظلمت ہی ظلمت ہے، اللہ کا فضل ہے کہ ہم نصرت والے

ہیں، عزت والے ہیں ذلت والے نہیں ہیں۔

معراج النبی کی حکمت

معراج النبی کیوں ہوئی سماعت فرمایئے

موسیٰ کلیم اللہ کو کوہ طور پر اعجاز بخشا جاتا ہے اور ربانی ارشاد ہوتا ہے: اَلْقِ عَصَاکَ اپنا عصا پھینکئے، پھینک دیا گیا طرفۃ العین میں عصا اژدھا بن کر لہرانے لگتا ہے، کلیم اللہ خوف زدہ ہو جاتے ہیں اے رب یہ کیا ماجرا ہے؟ حکم ہوتا ہے: خذھا ولا تخف پکڑ لو ڈرو نہیں، پکڑ لیا جاتا ہے، پھر وہی عصا کا عصا نظر آتا ہے اور حضرت موسیٰ کا خوف کافور ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ دست نبوت کے اعجاز سے صورت بنتی بھی ہے بگڑتی بھی ہے۔ آپ غور کیجئے موسیٰ کلیم اللہ کو پہلے مشاہدہ کیوں کرایا گیا ٹریننگ کیوں دی گئی، غرض یہ تھی کہ موسیٰ کلیم اللہ کو فرعون لعین کے مقابلہ میں آنا تھا، فسطائی طاقت کے خلاف آواز اٹھانا تھا، طاغوتی نظام کو درہم برہم کرنا تھا، کلیم اللہ کو پہلے ٹرینڈ نہ کر دیا جاتا۔ تو آپ طلسمات فرعون کے مقابلہ میں آتے عصا ڈالتے سانپ بنتا اور موسیٰ کلیم اللہ ڈر جاتے، معجزہ کی غرض فوت ہو جاتی، لہٰذا رب ذوالجلال نے اظہار نبوت کے لئے ٹرینڈ کر کے بھیجا، مشاہدہ کرا کے بھیجا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام بارگاہ الٰہی سے ہر معاملہ میں ٹرینڈ ہو کے آتے ہیں، سمجھ بوجھ کے آتے ہیں، بے مثل و بے مثال ہو کے آتے ہیں۔

آمدم بر سر مطلب اس تمثیل کی روشنی میں معراج النبی کی حکمت بھی حل ہو گئی قیامت کا دن بڑا ہولناک ہوگا، باپ بیٹے سے کترائے گا، غلام آقا سے بھاگے گا لوگ پسینے میں غرق ہوں گے، بھائی بھائی سے بیزار ہوگا، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، نفسی نفسی کا عالم ہوگا، عام تو عام اچھے خاصے بھی بے حال ہونگے، امتی اپنے لئے پریشان ہونگے، انبیاء امتی کیلئے حیران ہوں گے، دل دہلانے والا پلصراط کا منظر ہوگا، شفاعت کا مسئلہ ہوگا لوگ شفیع کی تلاش میں ہوں گے۔

لہٰذا رب ذوالجلال نے محبوب باکمال کو معراج میں بلا کر بتا دیا، مشاہدہ کرا دیا کہ محبوب جنت دیکھ لو یہ عاشقان جمال مصطفےٰ کا مسکن ہے، جہنم دیکھ لو یہ باغیان مجتبیٰ کا برا ٹھکانہ ہے، لامکاں کی سیر کر لو یہاں جسم و جسمانیات تو درکنار کسی کا وہم و گمان بھی نہیں آیا ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ کی حسین

وادی دیکھ لو یہ جبرئیل کا آخری مقام اور مکان ولا مکاں کی سرحد ہے، میزان عدالت دیکھ لو یہاں نامہ اعمال تولا جائے گا، حوض کوثر کا جام و مینا دیکھ لو جو تمہاری رحمت کے طفیل پلایا جائیگا، یہ لواء الحمد کا مقام ہے، یہ مقام محمود ہے، یہاں اگلے پچھلے سب تمہاری تعریف کرتے ہوں گے اس مقام پر شفاعت کبریٰ کا سہرا تمہارے سر باندھا جائے گا، میدان قیامت کا نقشہ دیکھ لو جہاں انبیاء کی زبان پر اذ هبوا الی غیری کی صدا ہوگی اور تمہاری زبان فیض ترجمان پر انا لها انا لها کی صدا ہوگی، شفاعت کی دعا ہوگی گنہگاروں کو گناہ کی فکر ہوگی تم کو پناہ کی فکر ہوگی۔

اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ سر کی آنکھوں سے
تم مجھے دیکھ لو میں تجھے دیکھ لوں دیکھنے کا مزہ آج کی رات ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنا وَ مَوْلٰینا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُود وَالْکَرمِ منبع الْعِلمِ وَالْحِلمِ وَالحکم وَاٰلِهٖ وَاصحابِهٖ وَ بَارِکْ وَسلِّمْ صلوٰۃ وَّسلَامًا عَلَیکَ یارَسُوْلَ اللّٰه.

معراج کا واقعہ

نبوت کا بارھواں سال ہے، رجب المرجب کا مقدس مہینہ ہے ستائیسویں شب ہے، مدنی تاجدار کعبۃ اللہ کے شمالی جانب اپنی سگی پھوپھی ام ھانی بنت ابو طالب کے حجرۂ ناز میں بستر نبوت پر استراحت فرما ہیں، آنکھیں سو رہی ہیں دل بیدار ہے، جبرئیل امین پچاس ہزار نوری فرشتوں کا جھرمٹ لے کر براق برق رفتار کے ساتھ خدمت اقدس میں باریاب ہوتے ہیں۔

ملائکہ مقربین کی تسبیح وتہلیل سے حرم شریف کا گردو پیش گونج اٹھتا ہے خود حرم محترم مسرت وشادمانی سے جھوم جاتا ہے، حضرت جبرئیل کھڑے حیران ہیں کیسے جگاؤں، کیا کروں، بول کے جگاتا ہوں تو بے ادبی ہوتی ہے، خاموش کھڑا رہتا ہوں تو مقصد فوت ہوتا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید این جا

رب اکبر کی طرف سے طریقہ بتایا جاتا ہے، جبریل اپنی نوارنی پتلی رسول کے نازنین تلوے سے مس کرو، ٹھنڈک محسوس ہوگی، میرا محبوب بیدار ہو جائے گا، مس کردی جاتی ہے، رسول اعظم بیدار ہو جاتے ہیں، عالم قدس کی بزم نور میں شرکت کیلئے رب العرش کا مخصوص دعوت نامہ پیش کیا

جاتا ہے، بعدۂ لاکھوں جاہ وجلال کے ساتھ عرش اعظم کا خصوصی مہمان حریم اعلیٰ سے نکل کر کعبہ میں تشریف لاتا ہے، شق صدر کے بعد انوار وتجلیات سے سینۂ بے کینہ کو منور کر دیا جاتا ہے، پھر سیاح لامکاں مسجد اقصیٰ ہوتے ہوئے آسمان کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔

کیا سمجھے آپ؟ میرا رسول ہر رات قیام اللیل کیا کرتا تھا آج قصداً سلا دیا گیا ہے، وجہ یہ تھی کہ آج کی رات نور اور نوری کا فرق واضح کرنا تھا عبدیت اور ملکیت کے مابین خط فاصل کھینچنا تھا، جبرئیل دست نبوت پر کافوری پتلی مل سکتے تھے، جبین رسالت کا بوسہ دے کر بیدار کر سکتے تھے مقصد پورا ہو جاتا، لیکن نہیں رسول رحمت کا تلوہ ملوایا جارہا ہے اور نورانی آنکھوں سے مس کرایا جارہا ہے یہ اس بات کی صراحت ہے کہ جہاں سے ملائکہ کی ملائکیت ختم ہو جاتی ہے وہیں سے نبی کی نبوت شروع ہوا کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ مقام ملائکہ کی انتہا مقام مصطفیٰ کی ابتدا ہے۔

ہزاروں جبرئیل الجھے ہوئے ہیں گرد منزل میں   نہ جانیں کسقدر اونچا ہے کاشانہ محمد کا

رسول خدا بارگاہ خدا میں

رسول کردگار بارگاہ پروردگار میں ہیں، طالب مطلوب سے مل رہا ہے، مطلوب طالب کو دیکھ رہا ہے، ایک پر کیف آواز آتی ہے: ''اُدْنُ مِنِّي يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ اُدْنُ مِنِّي يا احمد مُختار'' اے افضل الخلائق نزدیک آیئے، اے اکرم الخصائل نزدیک آیئے۔

رسول کا مبارک قدم بڑھتا ہی گیا، سرکار کہاں پہونچ گئے معلوم نہیں، دنیٰ فتدلی کا نازک مقام ہے، تجلیات جلالی وجمالی نے معراج کے سرتاج کو آغوش قربت میں لے لیا ہے مازاغ البصر وما طغی کے مطابق آقا شنید کی منزل سے بالاتر ہو کر دید کی منزل میں پہونچ گئے ہیں اور سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار کر رہے ہیں، خدا نے کیا دیا مصطفیٰ نے کیا لیا، خدا جانے یا مصطفیٰ جانے ہم صرف اتنا جانتے ہیں۔

ان کی معراج تو یہ ہے کہ خدا تک پہونچے   میری معراج یہ ہے کہ انکے قدم تک پہونچا

محب اپنے محبوب سے پوچھتا ہے کیا تحفہ لائے ہو؟ حضور عرض کرتے ہیں: ''اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ'' زبانی عبادت، بدنی عبادت، مالی عبادت، سب کچھ اللہ کیلئے ہے،

نذرانہ خلوص قبول کرلیا جاتا ہے اور جواباً ارشاد ہوتا ہے: السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ اے نبی تم پر سلامتی ورحمت کا پیغام ہے حضور کا رحم کرنا دیکھئے امت سے الفت کی قربت ملاحظہ فرمائیے۔ رب کے پاس اپنے ساتھ گنہگارات کو یاد فرمایا اور یوں عرض کیا۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین ''سلامتی کا پیغام ہم پر بھی اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ جب فرشتوں نے طالب ومطلوب کا انداز کریمانہ دیکھا تو ایک زبان ہو کر سب بول اٹھے۔

'' وَاَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ '' معلوم ہوا کہ نماز میں پڑھی جانے والی واجب التحیات کبریا اور مصطفیٰ کی مخصوص گفتگو ہے، فرشتوں کا خلوص ہے، معبود حقیقی سے راز ونیاز کے درمیان امت کا یاد فرمانا یہ بتارہا ہے کہ امتیو تم بھی نماز میں مجھے یاد رکھنا دیدار الٰہی میری معراج ہے اور نماز امت کی معراج ہے، میں نے اپنی معراج میں امت پر سلام بھیجا، امت اپنی معراج میں مجھ پر سلام بھیجے۔

دھیان دیجئے یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ کس نے کہا تھا رب نے کہا تھا، پتہ چلا کہ یا نبی کہنا خدا کی سنت ہے، یارسول کہنا خدا کی سنت ہے اور سنت پر عمل کرنے والا اہل سنت ہے اور سنت سے انحراف ذلت ہے اور ذلت پر عمل کرنے والا اہل ذلت ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنا وَ مَوْلٰینا مُحَمَّدٍ مَعْدنِ الْجُود وَالْکرمِ منبع الْعِلمِ وَالحِلمِ وَالحکم وَاٰلِہٖ وَاصحابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ صلوٰۃ وَّسَلاَماً عَلَیْکَ یارَسُوْلَ اللّٰہ.

لفظ معراج کی توضیح

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

معراج کس کو ہوئی، کہاں ہوئی، کس وقت ہوئی، کس کے پاس ہوئی، کس حال میں ہوئی، ان سوالات کے جوابات لفظ معراج ہی میں موجود ہیں۔

میم بتارہی ہے کہ محمد رسول اللہ کو ہوئی، عین بتارہی ہے کہ عرش اعظم پر ہوئی، رد دلالت کرتی ہے کہ دن میں نہیں رات میں ہوئی، الف وضاحت کرتا ہے کہ اللہ کے پاس ہوئی اور جیم صراحت

کرتی ہے کہ سوتے ہوئے نہیں جاگتے ہوئے ہوئی۔

جسمانی معراج کس نے کرائی کس نے کی جواب قرآن سے پوچھئے۔ ''سبحان الذی اسری بعبدہ'' سبحان نے کرائی سلطان نے کی اور تفصیلی جواب یہ ہے کہ جس خدا نے کوہ طور کی چوٹی پر کلیم اللہ کو شرف ھمکلامی بخشا، اسی نے حبیب اللہ کو عرش کی بلندی پر شرف دید سے مشرف فرمایا، جس خدا نے سیدنا موسیٰ کیلئے دریائے نیل کی موجوں کا سینہ چیر کر خشکی پیدا فرمائی، اسی خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فرش زمین سے عرش بریں تک جملہ حجابات کو ہٹا کر نورانی راستہ پیدا فرمادیا۔ جہاں سے سرکار گئے بھی پل بھر میں آئے بھی، جس خدا نے خلیل اللہ کے لئے بھڑکتے شعلوں اور انگاروں کو چمنستان بنا دیا اسی پروردگار نے معراج کے دولہا کیلئے ناری کرّوں کو نورانی لباس میں ملبوس کر دیا جب پل بھر میں روح الامین کا عرش کی بلندی پر جانا اور آنا تسلیم ہے تو مہبط جبریل کا عالم کیا ہوگا۔

وہی جلوہ شہر بہ شہر ہے وہی اصل عالم دہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

سدرہ کا مقام نور

اب میں آپ کو سدرۃ المنتہیٰ کے مقام نور کی طرف لے چل رہا ہوں۔ یہاں ایک بیری کا درخت ہے، جس کے پتے ہرے اور ہاتھی کے کان کی طرح بڑے ہیں، اس کے پھل مٹکے کی طرح گول اور نہایت خوبصورت ہیں۔

ساتوں آسمانوں کی سیر فرماتے ہوئے سرکار دوجہاں سدرۃ المنتہیٰ میں تشریف فرما ہوتے ہیں، یہاں پہونچ کر شہباز سدرہ کے بازو تھک جاتے ہیں ہمت جواب دے دیتی ہے اور روح الامین زمین خدمت چوم کر رخصت چاہتے ہیں، حضور ارشاد فرماتے ہیں جبرئیل ایسے مقام نور وسرور میں پہونچ کر کوئی محب ومحبوب سے رخصت ہوتا ہے، جبریل امین عرض کرتے ہیں۔

اگر یک سر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

یارسول اللہ میں اپنے مقام سدرہ سے ایک بال کے برابر آگے بڑھوں گا تو تجلی کی روشنی سے

میرے پر جل جائیں گے، یا حبیب اللہ یہ میری حد ہے اس سے آگے جانے کی تاب وطاقت مجھ میں نہیں آپ میں ہے، غور کرو مسلمانو جبریل نے رسول کو اپنی طرح نہ سمجھا ورنہ روک لیتے اور رسول اعظم نے بھی جبریل کو اپنی طرح نہ سمجھا ورنہ رک جاتے، حیرت ہے کہ جب روح الامین نے مقام سدرہ میں رسول کو اپنی طرح نہیں سمجھا تو کچھ روح لعین لوگ دنیا میں خود کو رسول کی طرح کیوں کر سمجھتے ہیں۔ میرے آقا نے جبریل سے فرمایا، جبریل خدا کے حکم سے میرے صدقے میں دنیا کی حاجت روائی تم کرتے ہو اس وقت تمہاری حاجت روائی میں کروں گا۔ کوئی حاجت ہو تو بتاؤ؟ جبریل عرض کرتے ہیں، سرکار لامکاں اس کے سوا میری کوئی حاجت نہیں ہے کہ صراط کے باریک پل پر آپ کی امت کیلئے میں اپنا بازو پھیلا سکوں، تاکہ حضور کا ایک ایک غلام آسانی کے ساتھ پل صراط سے گذر جائے اور میں لطف ولذت محسوس کرتا رہوں۔

پل سے اتارو راہ گذر کو خبر نہ ہو   جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

روح الامین کی یہ التجا قبول کرلی جاتی ہے اور محمد رسول اللہ نور وعرفان کے مقام خاص میں پہونچ جاتے ہیں۔ جانتے ہو سیدنا جبریل نے یہ التجا کیوں کی بظاہر اس التجا میں جبریل کا کوئی فائدہ نظر نہیں آرہا ہے لیکن فائدہ ہے ضرور ہے بلکہ امت سے زیادہ فائدہ جبریل امین کا ہے، جبریل علیہ السلام کا مقصد رسول اعظم کو خوش کرنا تھا اور رسول کو امت سے زیادہ پیار ہے، جبریل نے سوچا نازک وقت میں پلصراط سے امت رسول کو گذاردوں گا رسول خوش ہو جائیں گے، جب رسول خوش ہوجائیں گے تو خدا مل جائے گا۔ گویا جبریل امین نے یہ مانگ کر عملی طور سے اپنے اس عقیدہ کا اظہار فرمایا۔

منزل ملی، مراد ملی، مدعا ملا   مل جائیں جو حضور تو سمجھو خدا ملا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰے سَیِّدِنا وَمَوْلٰینا مُحَمَّدٍ مَعْدنِ الْجُود وَالْکرمِ منبع الْعِلمِ وَالْحِلمِ وَالحکم وَاٰلِہٖ وَاصحابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صلوٰۃً وَّسَلَاماً عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔

معراج اور علم غیب

راز ونیاز کے درمیان رب اکبر نے اپنے محبوب سے کچھ سوال کئے حضور اس کا جواب نہ

دے سکے، قدرت نے رسول اعظم کے شانوں کے مابین ید قدرت رکھا آقا نے اپنے سینے میں ٹھنڈک محسوس کی اور اوّلین و آخرین کے علوم منکشف ہو گئے اور کچھ علوم ایسے عطا فرمائے جس کے اخفا پر وعدہ بھی لے لیا گیا، وہ اخص الخاص علم جس کے برداشت کی طاقت کسی میں نہیں ہے اگر ہے تو سرکار عالمین میں ہے، انھیں علوم میں علوم خمسہ بھی ہیں اور ماکان و مایکون کا علم غیب بھی۔ یہ میرا عقیدہ ہے کہ جس رسول نے غیب الغیوب رب العالمین کا مشاہدہ کرلیا ہو اس رسول کی نگاہ رسالت سے دنیا و مافیہا کی کوئی چیز چھپ ہی نہیں سکتی ہے جب رسول اعظم معراج سے واپس ہوئے تو زنجیر ہل رہی تھی بستر نبوت تا دم واپسی گرم تھا۔

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم ایک دم میں سر عرش گئے آئے محمد

صدیق اکبر کو معلوم ہوتا ہے اور بغیر چوں و چرا صداقت و حقانیت کا اقرار کر لیتے ہیں بارگاہ رسالت سے صدیق کا لقب پاتے ہیں کفار مکہ جنھوں نے بعثت سے قبل رسول کو سروں پر بٹھایا تھا اور دل کی دھڑکنوں میں جگہ دی تھی اور رسول کی عظمت کا خطبہ پڑھتے تھے اپنی قدیم روایت کے مطابق معراج النبی سے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اور ابو جہل مکہ کی گلیوں میں اعلان کرتا پھر رہا تھا کہ محمد ساحر ہے کاذب ہے نعوذ باللہ۔

نجم نبوت کی قسم

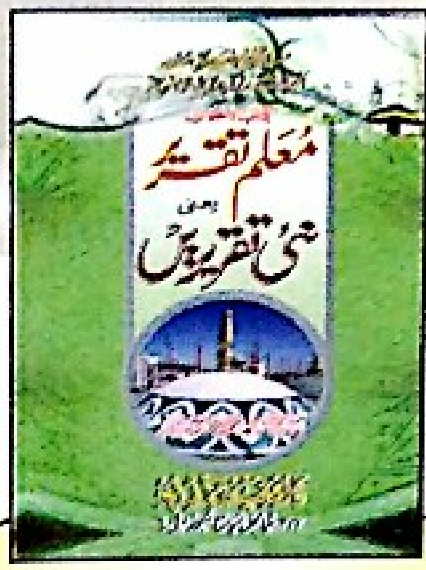
وَالنَّجْمِ اذاهَوىٰ نجم نبوت کی قسم جب یہ معراج سے واپس آیا۔ شب معراج میں حضور کا بیت المقدس میں جانا حضور کی معراج نہیں بیت المقدس کی معراج ہے، آسمان پر جانا حضور کی معراج نہیں آسمان کی معراج ہے۔ عرش اعظم پر جانا حضور کی معراج نہیں عرش اعظم کی معراج ہے، جنت کی سیر کرنا حضور کی معراج نہیں جنت کی معراج ہے، بیت المعمور میں جانا حضور کی معراج نہیں بیت المعمور کی معراج ہے، جہاں جہاں آقا کا نقش قدم پڑتا گیا اس اس مقام کی معراج ہوتی گئی۔ معلوم ہوا کہ رسول اعظم کی سیر تھی کائنات کی معراج تھی قرآن مجید نے معراج میں جانیکی قسم نہیں کھائی ہے معراج سے واپس آنیکی قسم کھائی ہے: "وَالنَّجْمِ اذاهَوى "قسم ہے نجم نبوت کی جب یہ معراج سے واپس ہوا۔ حالانکہ رسول کا معراج کیلئے جانا بھی معجزہ ہے، آنا بھی معجزہ ہے اور

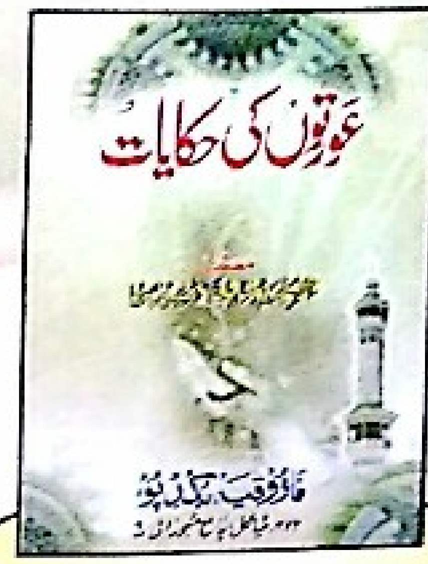
دیدار الٰہی کرنا معراج رسول ہے، وجہ یہ ہے کہ نور نور سے ملنے گیا تھا اور نور مصطفےٰ اپنے مقام میں گیا تھا، دیدار الٰہی کرنے کے بعد نور مصطفیٰ کو وہیں رہ جانا چاہیئے تھا آنا نہیں چاہیئے تھا اس لئے کہ فطرۃً ہر مخلوق اپنے مکان میں پہونچ کر رک جایا کرتی ہے اس کے باوجود آقا تشریف لے آئے تاکہ امت رسول محترم کا مقام نور پہچان لے اور صدیق اکبر کی صداقت ظاہر ہو جائے، پھر بھی امت نے رسول کا مقام نہیں پہچانا اس لئے کہ عام مومنین کے مقام کی انتہا مقام اولیاء کی ابتداء ہے، مقام اولیاء کی انتہا مقام شہداء کی ابتدا ہے، اور مقام شہداء کی انتہا مقام صدیقاں کی ابتداء ہے اور مقام صدیقاں کی انتہا مقام انبیاء کی ابتداء ہے اور مقام انبیاء کی انتہا مقام رسل کی ابتدا ہے اور مقام رسل کی انتہا مقام اولوالعزم کی ابتدا اور مقام اولوالعزم کی انتہا مقام مصطفیٰ کی ابتداء ہے اور مقام مصطفےٰ کی انتہا کیا ہے میں نہیں جانتا بلکہ رب العالمین کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

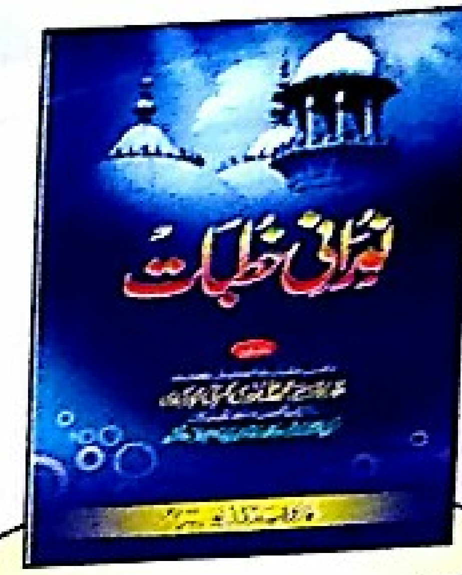
سُبحَانَ الَّذِیْ اَسرَیٰ بِعَبْدِہٖ لَیْلاً پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے مختصر حصے میں سیر کرائی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

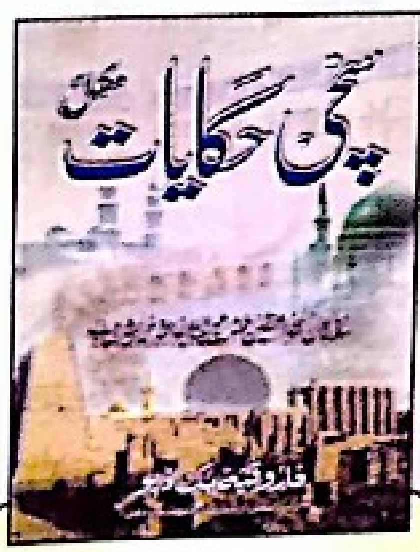
ان کی معراج تو یہ ہے کہ خدا تک پہونچے
میری معراج یہ ہے کہ ان کے قدم تک پہونچا

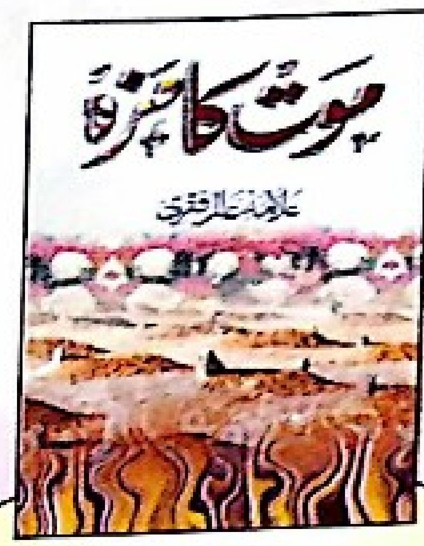
واخرد عوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

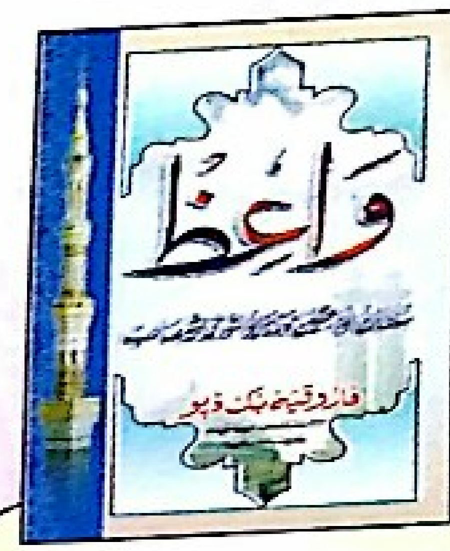

معلم تقریر
یعنی
سنی تقریریں

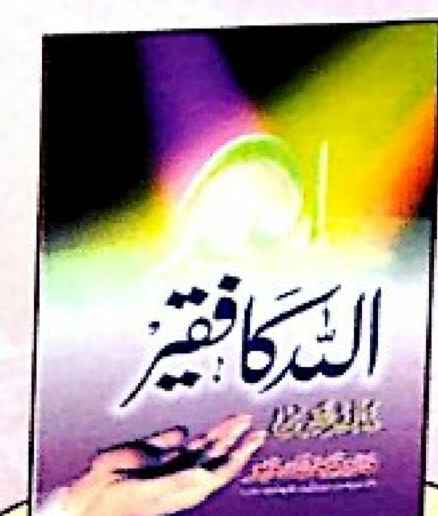

عورتوں کی حکایات

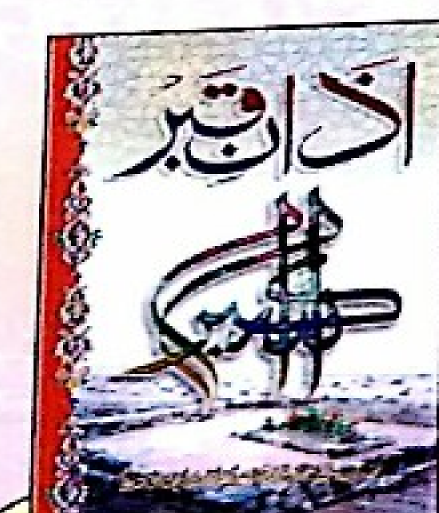

نورانی خطبات

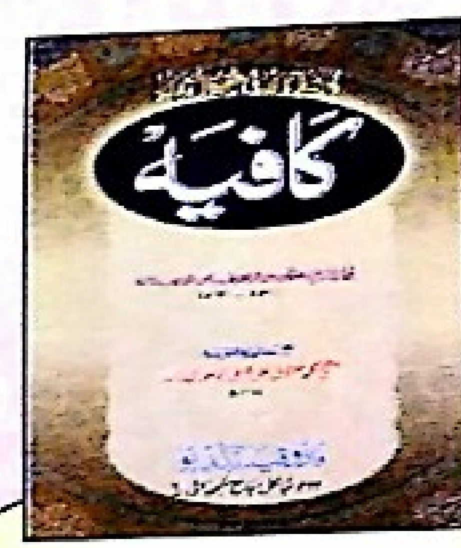

سچی حکایات


موت کا منظر


واعظ


اللہ کا فقیر


آدابِ قبر


کافیہ